پروین شاکر

کے

خطوط

نظیر صدیقی

کے نام

مرتبہ جاوید وارثی

بساطِ ادب (پاکستان)

سلسلہ مطبوعات نمبر ۱۲

پروین شاکر

کے

خطوط

نظیر صدیقی

کے نام

بساطِ ادب (پاکستان)

جملہ حقوق بحقِ مرتب محفوظ

نام کتاب	:	پروین شاکر کے خطوط۔ نظیر صدیقی کے نام
مرتب	:	جاوید وارثی
بار اول	:	۱۹۹۷ء
تعداد	:	پانچ سو
قیمت	:	ایک سو روپے (پانچ ڈالر)
مطبع	:	مشہور پریس۔ کراچی
ناشر	:	بساطِ ادب (پاکستان)

آر۔ ۱۹، بلاک ۲۰ فیڈرل بی ایریا کراچی ۷۵۹۵۰

فون: ۶۳۴۰۹۹۰

تقسیم کنندگان

ویلکم بک پورٹ (پرائیویٹ) لمیٹڈ

اردو بازار۔ ایم۔ اے۔ جناح روڈ کراچی

بساطِ ادب (پاکستان)

آر۔ ۱۹، بلاک ۲۰ فیڈرل بی ایریا

کراچی ۷۵۹۵۰، فون: ۶۳۴۰۹۹۰

پروین شاکر کی شاعری

کے قدر دانوں

کے نام

میں پھر خاک کو خاک پر چھوڑ آئی
رضائے الٰہی کی تکمیل کر دی

پروین شاکر

پیش لفظ

پروین شاکر سے میرے تعلقات جنوری ۱۹۷۸ء سے شروع ہو کر کوئی سوا سال تک قائم رہے۔ اس دوران ان کے پچیس چھبیس خط آئے ہیں۔ اہم چیزوں کو حتی الامکان محفوظ طریقے پر رکھتا ہوں۔ بعض اوقات ان کے تحفظ میں اتنی کوشش کرتا ہوں کہ بعد میں وہ چیزیں خود مجھے نہیں ملتیں جس کا سبب حافظے کی دھوکے بازی ہے۔ چیزیں رکھتا کہیں اور ہوں ڈھونڈتا کہیں اور ہوں۔ پروین شاکر کا آخری خط انتہائی کوشش کے باوجود مجھے نہ مل سکا۔

یہ تعلقات جہاں تک چل سکے اچھے ہی چلے لیکن جب ختم ہونے پر آئے تو اچانک ختم ہو گئے۔ انسانی تعلقات کے بارے میں میرا نقطہ نظر یہ رہا ہے کہ انسانی تعلقات انسانی زندگی سے بھی زیادہ ناقابل اعتبار اور ناپائیدار ہوتے ہیں۔ انسانی زندگی عموماً ساٹھ ستر سال تک چلی جاتی ہے لیکن زیادہ تر انسانی تعلقات پچیس تیس سال بھی نہیں چل پاتے۔ بعض اوقات ایک معمولی سی شکایت' ایک ذرا سی بدگمانی تعلقات کو ختم کر دینے کے لئے کافی ہوتی ہے۔

پروین شاکر اپنے جمال و کمال کی بنا پر شہاب ثاقب کی طرح ابھریں' بڑی تیزی کے ساتھ شہرت اور مقبولیت کے علاوہ طبقاتی بلندیوں کے زینے طے کرتی چلی گئیں اور ایک دن نہایت الم ناک حادثاتی موت کے ہاتھوں ہمیشہ کے لئے نظروں سے اوجھل ہو گئیں۔

تعلقات کی ابتدا میں پروین شاکر اپنے شریک حیات ڈاکٹر نصیر (جن سے بعد میں علیحدگی ہو گئی) کے ساتھ ہمارے ہاں آئی تھیں۔ ترک تعلقات کے بعد بھی انہوں نے تقریباتی اور اتفاقی ملاقاتوں میں سلام و دعا کا سلسلہ جاری رکھا۔ ایک تنقید نگار کی حیثیت سے میں ترک تعلق کے بعد بھی اصولی طور پر ان کی شاعری پر ضمناً" اظہار خیال کرتا رہا۔ البتہ "خوشبو" کے بعد ان کے جو مجموعہ کلام شائع ہوئے ان پر مضمون لکھنے کی تحریک میرے اندر پیدا نہ ہو سکی۔

ان کی وفات کے بعد میری سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ میں ان کے خطوں کا کیا کروں۔ اصل مسئلہ ان کی حفاظت کا تھا۔ بار بار مکان بدلنے کی وجہ سے چیزوں کی حفاظت مشکل ہو جاتی ہے اس چکر میں میری کئی اہم چیزیں گم ہو چکی ہیں۔

پروین شاکر کے انتقال کے بعد مشفق خواجہ نے مجھ سے ان کے خطوط رسالہ "غالب" کراچی میں شائع کرنے کے لئے مانگے۔ میں نے اس خیال سے دے دیئے کہ وہ خطوط رسالہ غالب میں چھپ کر محفوظ ہو جائیں گے۔ لیکن کئی سال کے بعد جب رسالہ غالب کا ایک پرچہ چھپا تو اس میں پروین شاکر کے خطوط نہیں تھے۔ مشفق خواجہ کا خط آیا کہ غالب کے اگلے شمارے میں پروین شاکر کے خط اور میرا فراہم کردہ ایک اور مسودہ جو مشرقی پاکستان کے ایک جواں مرگ شاعر صادق القادری کے متعلق ہے دونوں شائع ہوں گے۔ چونکہ مشفق خواجہ کی باتوں سے اس کا اندازہ کرنا ممکن نہیں کہ غالب کا آئندہ شمارہ موجودہ

صدی میں نکلے گا یا کسی اور صدی میں اس لئے میں نے احتیاطاً ان خطوط کی فوٹو کاپیاں پروین ٹرسٹ کے حوالے کردیں جو ان کی دوست اور مداح پروین قادر آغا نے قائم کیا ہے۔ چونکہ ان کی طرف سے بھی کبھی ان خطوط کی رسید بھی نہیں آئی لہٰذا میں اس فکر میں رہا کہ اگر کوئی ناشر ان خطوط کو کتابی شکل میں شائع کردے تو یہ ان خطوط کے تحفظ کی بہتر شکل ہوگی۔ اتفاق سے میرے دوست جاوید وارثی جو مصنف ہونے کے علاوہ ان دنوں ایک ادبی انجمن "بساط ادب" کے سرپرست بھی ہیں اور اس انجمن کے زیر اہتمام کچھ کتابیں شائع ہونے لگی ہیں، میں نے ان سے پروین شاکر کے خطوط کا ذکر کیا تو وہ ان کی طباعت پر آمادہ ہوگئے۔ تو یہ ہے مختصر سی داستان کتابی شکل میں پروین شاکر کے خطوط کے شائع ہونے کی۔

نظیر صدیقی

مکان ۱۹۱۵ - اسٹریٹ ۱۰

سیکٹر ۲/۱۰-I اسلام آباد ۴۴۸۰۰

خطوط

۲۰ر جنوری ۱۹۷۸ء

محترمی و مکرمی،

آداب

آپ کی عنایات کے لئے ممنون ہوں اور انتہائی معذرت خواہ ہوں کہ شکریہ اتنی دیر سے ادا کر رہی ہوں۔ دراصل جن دنوں آپ کی خوبصورت کتاب "حسرت اظہار" موصول ہوئی، میں گلے کے آپریشن کے سلسلے میں اسپتال میں تھی۔ وہاں سے رہائی ملی تو آرام کی تاکید اتنی سخت تھی کہ پڑھنے لکھنے کو ترس گئی۔ اس دوران آپ کا خط بھی ملا اور میں بس ہاتھ مل کر رہ گئی۔ پھر ہم سے انشاجی بچھڑ گئے اور پرسوں پروفیسر عسکری بھی روانہ ہوگئے۔ میں جیسے سناٹے میں ہوں۔

ذرا موسم بدلے تو پھر تفصیلی گفتگو ہوگی۔ "خوشبو" جلد ہی آپ کی خدمت میں روانہ کر رہی ہوں۔

نیاز کیش

پروین شاکر

□□□

۳۱ر جنوری ۱۹۷۸ء

صدیقی صاحب

آداب

شرمندہ ہوں کہ آپ کو میرا خط اپنے پبلشر سے وصول کرنا پڑا۔ دراصل میری ایک دوست اسلام آباد میں مقیم ہیں اور انہیں اکثر میرے خطوط نہیں ملتے' اس لئے اسلام آباد کے ڈاک خانوں کے متعلق میری رائے کچھ زیادہ خوش گوار نہیں تھی۔ اس لئے احتیاطاً" آپ کو یہاں کے پتے پر خط لکھ دیا۔ یقین کیجئے کہ آئندہ ایسی غلطی کا اعادہ ہرگز نہیں ہوگا۔

اب تو میں بڑی حد تک بہتر ہوں۔ بس آپریشن کے بعد کی Weakness ساتھ نہیں چھوڑتی۔ مگر انشا اللہ جلد ہی اس مصیبت سے نجات مل جائے گی اور زندگی نارمل ہو جائے گی۔

عسکری صاحب سے مجھے عقیدت تھی۔ مگر انشاجی سے تو بہت پیار تھا۔ "جنگ" میں چھپنے والا مضمون' اس محبت کا حق کہاں ادا کرسکا۔ بڑی افراتفری میں نیشنل سینٹر کے لئے لکھا گیا تھا۔

اپنی بیگم کو میرا اسلام کہئے۔ اسلام آباد میں غالباً" مارچ کے آخر یا اپریل کے شروع تک پروگرام ہو سکے گا۔ دراصل ہم لوگ لاہور' پنڈی

، پشاور، کوئٹہ وغیرہ ایک ساتھ ہی تقریبات رکھنا چاہتے ہیں۔ قاسمی صاحب کی مصروفیات پر منحصر ہے۔ آج کل میں عبداللہ کالج برائے خواتین میں ہوں۔

نیاز کیش

پروین

□□□

۲۷ر فروری ۱۹۷۸ء

صدیقی صاحب

آداب

بہت سے امتیازات کے باوجود جیسا کہ آپ نے لکھا ہے Communication اسی وقت ممکن ہے جب باہمی اعتماد ہو۔ اگر اعتماد نہ ہوتا تو ہماری خط وکتابت اتنا سفر طے کرسکتی تھی؟ چنانچہ شفیق و مہربان ہونا تو اضافی خوبیاں ہیں اور اصل بات وہی جس پر آپ غالب کے ہمنوا ہیں کہ چارہ ساز و غم گسار۔ مگر میں صدیقی صاحب بنیادی طور پر بہت Intransit ہوں۔ میرے دکھ بیشتر اگر Convey ہوئے ہیں تو میری خود کلامی میں۔ سو اس بات کا آپ کبھی برا نہ مانئے گا۔ اگر میں گستاخی یا جسارت جیسے الفاظ استعمال کروں۔

مجھے ہرگز یہ علم نہ تھا کہ سلیم بھائی آپ کے ہاں ٹھہرے ہوئے ہیں کیونکہ TV کے لوگوں نے مجھے یہی بتایا تھا کہ بجز میرے اور کشور کے سارے شعرائے کرام اسلام آباد ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ ورنہ سلیم بھائی پر تو میں بہت بھروسہ کرتی ہوں۔ رہا آپ اور فرحت باجی سے ملاقات کو اتنا غیر اہم سمجھنا تو میں آپ سے متفق نہیں ہوں۔ یہ کوئی حتمی پروگرام نہیں تھا۔ اگر نصیر میرے ساتھ ہوتے تو آپ کو ایسی

شکایت کبھی نہ ہوتی- یہ ساری غلط فہمیاں ہمارے خطوط کے نہ ملنے یا دیر سے ملنے سے ہوئیں- آپ اس کی تجدید اپنے کراچی کے Trip میں کیوں کرنا چاہتے ہیں؟ صرف فون کردیجئے گا میں اور نصیر آپ کو خود لینے آئیں گے-

"خوشبو" کے حوالے سے جو سوال آپ نے اٹھایا ہے- میرا خیال ہے اس کا جواب اسی میں موجود ہے- یہ سب کچھ کیسے ہوا- دونوں میں سے کوئی نہ سمجھ سکا بس یوں جان لیجئے کہ Civil Service اور محبت میں اول الذکر کی جیت ہوگئی- زندگی کے متعلق جب نظریہ تبدیل ہوا تو اردگرد رہنے والے لوگوں کے بارے میں رائے کی تبدیلی ناگزیر تھی اور میں نے اس کے فیصلے کے آگے سر جھکادیا- کیونکہ اس نے میری تربیت اسی طرح کی تھی-

مشاعرے کی غزل کی پسندیدگی کا شکریہ اور دیگر اشعار کا بھی-

میں پھر خاک کو خاک پر چھوڑ آئی
رضائے الٰہی کی تکمیل کردی

میں پھر کسی دوسرے سانحے کی ترجمان نہیں..... بس بات اتنی ہے کہ میں شدید بیمار ہوگئی تھی- دوسرے آپریشن کے بعد نہ معلوم کیوں مجھے کچھ یقین سا ہو چلا ہے کہ میں زیادہ جینے کی نہیں- ایسی ہی

کسی کیفیت میں یہ پوری غزل لکھی تھی۔ آپ دونوں پریشان نہ ہوں۔

ہاں نقش ہائے رنگ رنگ مجھے مل گئی۔ رشید صدیقی صاحب کو پڑھنے کے لئے جس سکون کی ضرورت ہوتی ہے وہ آج کل قطعی میسر نہیں۔ اس لئے میں نے کتاب کو سرسری دیکھ کر رکھ دیا ہے۔ جب تک فضا کی کشیدگی کم نہیں ہوگی میں کچھ پڑھنے لکھنے کے قابل نہیں۔

فنون والے مضمون کے سلسلے میں اپنی کوتاہی پر بجز شرمندگی کے اظہار کے اور کچھ نہیں کرسکتی۔ بس ایک بار پھر شدید معذرت!

P.S.: جواز ابھی اپنے پاس ہی رکھیں۔

پروین

□ □ □

۲۸ر فروری ۱۹۷۸ء

صدیقی صاحب،

آداب

امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔

اچھا ہوا کہ آپ کو میرے نام کے ساتھ پروفیسر، محترمہ وغیرہ کے سابقے اچھے نہیں لگے۔ آپ مجھے پروین کہہ کر بلائیں..... اسی میں اپنائیت ہے۔

آپ نے بالکل درست پڑھا کہ میں لائل پور مشاعرے کے بعد لاہور ہوتی ہوئی ایبٹ آباد چلی گئی۔ میرے ہسبینڈ (شوہر) ڈاکٹر ہیں اور ان دنوں مسلح افواج سے وابستہ ہیں۔ مارچ کے آخر میں ان کا کام یہاں ختم ہو رہا ہے اور وہ دوبارہ سول لائف میں واپس آجائیں گے۔

اپنی بیگم کو میرا سلام کہئے۔ مجھے نہیں معلوم کہ میری شاعری سے انہیں کیا اندازہ ہوا ہے۔ بہر کیف میرے والدین کا تعلق صوبہ بہار کے شہر پٹنہ اور ضلع لہریا سرائے سے ہے۔ ہمارے گاؤں کا نام چندن پٹی ہے لیکن چونکہ میں پیدا یہیں ہوئی۔ میری Schooling اور تربیت یہیں کی ہے۔ لہٰذا اس سرزمین کو میں بس اپنے ماں باپ کے حوالے سے ہی جانتی ہوں۔

یقیناً" آپ کی بیگم بھی آپ کو قاصد بنا کر کچھ اتنی خوش نہ ہوئی ہوں گی۔ سو انشاء اللہ اگلے خط یا زیادہ درست تو یہ کہ اگلی ملاقات سے میری اور ان کی براہ راست گفتگو رہا کرے گی۔

تو... آپ نیول ہیڈ کوارٹر کے بالکل سامنے رہتے ہیں؟ کیسا عجیب اتفاق ہے کہ اس بار پنڈی ہم گئے تو جنرل شفیق الرحمان سے ملنے ان کے دفتر ہی گئے۔ لیکن ہمیں خبر ہی نہیں کہ وہاں سے اتنے قریب اردو کا اتنا بڑا نقاد رہتا ہے۔ بے خبری بھی کیسا ستم ہے۔ خیر اس کی تلافی انشاء اللہ اسی ایک آدھ ہفتے میں کسی دن ہو جائے گی۔

میں غالباً" پرسوں یا جمعہ کو ایک دن کے لئے پنڈی آؤں گی۔ اپنا ویزا لینے کے لئے۔ گیارہ تاریخ کو دہلی میں D.C.M والوں کا مشاعرہ ہے اس میں شرکت کی دعوت ہے۔ میں ہوٹل سے آپ کو فون کروں گی اور پھر ہم ملاقات کا کوئی وقت طے کر لیں گے۔

اختر حسین جعفری صاحب اگر ملیں تو انہیں میرا سلام کہئے گا۔ مجھے انگریزی ادب میں شاعری کے بعد ناول سے دلچسپی ہے۔ ان دنوں میں کلاسیکل روسی ادب کا ازسرنو مطالعہ کر رہی ہوں اور ٹالسٹائی کی اینا سے سخت Fascinate ہو رہی ہوں۔

آپ اتنے بڑے نقاد ہیں کہ آپ کی شاعری پر کچھ کہتے ہوئے الفاظ نہیں سوجھتے سو آپ تھوڑی سی مہلت مجھے اور دیں۔

ایک بار پھر اپنی بیگم کو میرا اسلام کہئے۔

نیاز کیش
پروین شاکر

□□□

۲۵ر مئی ۱۹۷۸ء

صدیقی صاحب'

آداب

آپ کو پورا اختیار ہے کہ آپ مجھے جی بھر کر بداخلاق سمجھیں۔ آپ نے اور آپ کی بے حد ملنسار شریک حیات نے جس محبت سے ہمیں بلایا اور رخصت کیا تھا' اس کا تقاضا تو یہ تھا کہ میں ہندوستان جانے سے بیشتر ہی خط لکھتی۔ بے شمار الجھنوں کی وجہ سے کام نہ کرپائی اور آتے ہی یوں سمجھئے کہ دکھ کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ میری پیاری خالہ جنہوں نے مجھے ماں کی طرح پالا تھا۔ کینسر کے موذی مرض میں مبتلا ہو کر میری آنکھوں کے سامنے دم توڑتی رہیں۔ اور میں کچھ نہ کرسکی۔ ٹوٹو میرا آٹھ برس کا دوست گلے کے زخم میں چل بسا اور شاید ان ہی سب باتوں کی یلغار نے مجھ پر ایسا اثر کیا کہ اچانک Appendicitis کا درد اٹھا' سرجن فوراً" اسپتال لے گئے اور راتوں رات آپریشن ہوگیا۔ پرسوں ہی میں گھر آئی ہوں۔ اوپر کے ٹانکے کٹ گئے ہیں لیکن اندر زخم ابھی ہرا ہے اس لئے بخار بدستور موجود ہے۔ آپ کا یہ خط مجھے ممی نے اسپتال میں ہی لاکر دیا تھا لیکن یقین کیجئے کہ ان تمام ہنگاموں کے

باوصف مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں نے آپ کی یونیورسٹی کے پتے پر آپ کو خط ضرور لکھا تھا۔ آپ کی بھیجی ہوئی بہت خوبصورت کتاب میں تھوڑی سی ہی پڑھ پائی تھی ابھی مجھے لکھنے پڑھنے کی اجازت نہیں۔ بمشکل خط لکھ رہی ہوں۔ بہرحال اس مہربانی کے لئے انتہائی مشکور ہوں۔

گھر میں سبھوں کو حسب مراتب آداب و دعا

پروین شاکر

□ □ □

۵ر جون ۱۹۷۸ء

صدیقی صاحب،

آداب

خدا کا شکر ہے کہ میری طرف سے آپ کی بدگمانی دور ہوئی ورنہ میں تو سخت پریشان تھی اور اپنی طرف سے رہ رہ کر اپنے خط کے مضمون کو دہرانے کی کوشش کر رہی تھی جس میں کوئی ایسی بات جو آپ کو ناگوار گزری ہو۔ سو وہ خط ہی آپ کو نہیں ملا۔ ارے آپ بھی کمال کرتے ہیں۔ بھلا آپ کی اور آپ کی اس قدر خلیق اور متواضع بیگم کی کوئی بات ہمیں بری لگ سکتی ہے۔ اگر آپ نے مجھ سے تم کر کے بات کی (اور وہ آپ کو بہت پہلے شروع کر دینی چاہیئے تھی) تو اس میں میرے لئے بھلا ناراضگی کا کون سا عمل تھا۔ یہ تو خوش ہونے کا مقام تھا کہ آپ نے مجھے اس لائق سمجھا کہ بے تکلفی سے مخاطب کر لیا۔ آپ کے خط کی ابتدائی سطروں سے ہی میں چونکی تھی لیکن خیر اب چونکہ ہر دو جانب غلط فہمیوں کی دیوار ڈھے چکی ہے سو آپ مجھ سے اتنی ہی اپنائیت سے بات کریں جو آپ کا حق ہے!

عمو کی ڈاک کی طرف سے بھی میں بہت پریشان ہوں۔ میرے نام

حال ہی میں ان کے تین خطوط تلف ہو گئے جس میں ایک تو رجسٹرڈ بھی تھا۔ اب آپ نے بتایا کہ آپ کا بھی یہی نقصان رہا۔ معلوم نہیں ان کی ڈاک میں کون لوگ دلچسپی لے رہے ہیں، میں خاصی فکرمند ہوں۔

آپریشن تو خیر سے وقتی گھاؤ ہے بھر جائے گا البتہ میرے دوسرے دو زخم ابھی ذرا وقت لیں گے۔ صدیقی صاحب میں اپنے آپ کو اچانک اتنا تہی دست محسوس کرنے لگی ہوں اور زندگی اس قدر بے حقیقت، بے معنی نظر آنے لگی ہے کہ کبھی کبھی تو زندہ رہنے کا کوئی جواز ہی سمجھ میں نہیں آتا۔ خیر کچھ دن بعد اس کیفیت سے باہر آجاؤں گی۔ کتاب کے سلسلے میں، میں آپ دنوں سے اتنی شرمندہ ہوں کہ کیا کہوں۔ عمو کا خط آیا ہے کہ کتاب کا دوسرا ایڈیشن چھپ گیا ہے۔ جونہی میرے پاس پہنچی آپ کی کاپی آپ کے پاس آجائے گی۔ ہاں، اسی خط میں جو مجھے آج موصول ہوا ہے، انہوں نے لکھا ہے، نظیر صدیقی صاحب نے تمہاری شاعری پر ایک نہایت عمدہ مضمون لکھ کر بھیجا ہے جسے میں نے فوراً ہی کتابت کے لئے دے دیا ہے۔ چونکہ موجودہ شمارہ پریس میں ہے اس لئے میرا بھی یہی خیال ہے کہ وہ آئندہ اشاعت میں ہی پڑھنے کو مل سکے گا۔ "خوشبو" پر آپ کا مضمون ہی میرے لئے بڑا اعزاز ہے۔ عمو کی تعریف نے میرا اشتیاق اور بڑھا دیا ہے۔

ڈن تو میرا بھی پسندیدہ شاعر ہے۔ چھپنے کا بے چینی سے انتظار رہے گا۔ میں ضرور اپنے تاثرات آپ کو لکھ کر بھیجوں گی اور اپنے سلسلے

میں مضمون پر بھی۔ ہر شخص کا زندگی اور شاعری کو دیکھنے کا اپنا الگ زاویہ ہوتا ہے سو آپ کو پورا اختیار ہے کہ میری شاعری کی اپنے نقطہ نظر سے تفسیر کریں۔ تنقید میں جب خلوص شامل ہوجائے تو خود شاعر کا سفر آسان ہوجاتا ہے۔

آپ کی بیگم کی ذہانت کی میں قائل ہوگئی۔ واقعی بالی پہننے کا رواج صرف بہار میں ہے۔ یہ Tale-Tale زیور ثابت ہوا!

عاجز صاحب کے متعلق مجھے کراچی میں بھی معلوم ہوا شاید کوئی مشاعرہ وغیرہ تھا مگر میں تو اس طرح House Arrest ہوں کہ شہر سے تقریبا" رابطہ کٹا ہوا ہے۔ اگر آپ کسی طرح کراچی آجاتے تو بڑی ہی مسرت کی بات ہوتی لیکن غالبا" اکتوبر تک سیشن کی وجہ سے فی الوقت ایسا ممکن نہیں۔ شعبہ تدریس کی ایک یہ بڑی مشکل ہے۔

خط کی طوالت (اگر آپ اسے یہی کہنے پر مصر ہیں) میرے لئے تو بڑی خوشگوار تھی اور آئندہ اس ذہنی رفاقت کے احساس کو کسی قسم کی معذرت سے بوجھل نہ کیجئے گا۔

دیومالا کا ایک بار پھر شکریہ۔

فرحت بھابی کو آداب، بچوں کو پیار۔

پروین شاکر

□ □ □

۲۳ر جون ۱۹۷۸ء

صدیقی صاحب'

آداب

امید ہے مزاج بخیر ہوں گے۔

آپ کا بہت عمدہ مضمون اور خط ملا۔ جس محبت اور خلوص سے آپ نے میری شاعری کا جائزہ لیا ہے اور بغیر کسی تعصب کے' ایک ایک خوبی یا خامی کی وضاحت کی ہے وہ گویا آپ کا ہی حصہ ہے۔ مجھے یقین ہے کہ کوئی دوسرا نقاد بات کو اتنی گہری سوچ نہیں دے سکتا تھا۔ میرے لئے یہ اعزاز ہی بڑا ہے کہ آپ جیسے مرتبے کے نقاد میری شاعری کو اس قابل سمجھیں کہ اس پر کچھ لکھیں۔ سب سے دلچسپ اور حیران کن بات مجھے یہ لگی کہ بعض جگہ تو گویا آپ نے اسی رو کے ساتھ سفر کرلیا ہے' جس کے تحت میں نے وہ مخصوص شعر لکھا' پھر نظموں کے سلسلے میں میری ٹیکنیک اور بالخصوص عنوانات کے سلسلے میں میری احتیاط پسندی کو جس طرح آپ نے نوٹ کیا ہے شاید ہی کوئی نگاہ وہاں تک پہنچی ہو سوائے عمو کے' کہ مجھ سے وہ اتنے قریب رہے ہیں کہ میری شاعری کا بین السطور بھی پڑھ لیتے ہیں۔ یہ آپ نے بڑا اچھا کیا کہ مجھے مضمون بھیج دیا۔ میں سوچ میں ہی تھی کہ اسے کیسے حاصل کروں' اس

لئے اب تو فنون کے آنے میں خاصی دیر ہے۔ اس مضمون نے گویا Self_assessment کا دروازہ کھول دیا ہے۔ یوں بھی جب آدمی بیمار ہو اور تقریباً" نظربند بھی ہو اور اگر اس کا دماغ متاثر نہ ہوا ہو تو اکثر خود احتسابی کے عمل سے گزرتا ہے۔ اس عمل میں جب ایک مخلص تنقید بھی شامل ہو جائے تو کام بڑا آسان ہو جاتا ہے۔

میری شاعری میں آپ نے اتنی ڈھیروں خوبیاں دریافت کرلی ہیں کہ ان کے آگے خامیاں کچھ نہیں لگتیں اور ایک شاعر کو اتنا عالی ظرف بہرحال ہونا چاہئے کہ اپنے فن پر کی جانے والی تنقید پورے حوصلے سے سنے اور سوچے کہ کیا واقعی یہ خامی مجھ میں ہے۔ میں بہت اعلیٰ ظرف تو نہیں ہوں مگر آپ کی جانب سے آنے والی تنقید نے واقعی میری غلطیوں سے روشناس کیا۔ لفظ "ردا" واقعی میری کمزوری ہے۔ شاید اس لئے کہ عورت کے تحفظ کی علامت ہے اور اس کے چھن جانے سے ایک بڑا گہرا روایتی دکھ تازہ ہو جاتا ہے اور آپ نے دیکھا ہوگا کہ مردوں کے بنائے ہوئے اس معاشرے میں ایک عورت کو کتنی سمتوں سے آنے والی ہواؤں سے لڑنا پڑتا ہے۔ الوداع اور عدد سمی عین غلط العام کی آڑ لے کر بھی Ignore نہیں کی جا سکتی۔ البتہ لفظ محترم کے بارے میں شاید میں اتنی غلط نہیں کہ عربی میں محترَم کے معنی وہ جس کا احترام کیا جائے اور محترِم کے معنی وہ جو احترام کرتا ہے۔ میں نے پڑھا اور اسی تاثر کے تحت محترم، مدجزم، منزم وغیرہ قافیے استعمال کر لئے۔

اس سلسلے میں میری معلومات یہی ہیں لیکن آپ نے ظاہر ہے کہ بغور ہی مطالعہ کیا ہے سو اس لفظ کے تلفظ کے سلسلے میں مجھے ضرور لکھئے گا۔

ڈن میرے محبوب ترین شاعروں میں سے ہے یہ سارے ہی Poets Metaphysical مجھے پسند ہیں مگر ڈن کی جارحیت اور طنازی کچھ اور ہی شے ہے۔ اس دفعہ کے صحیفے میں تو ڈن نہیں ہے شاید اگست تک دیکھنے کو ملے۔ یہ بات لکھ کر کہ قاری ڈن والے مضمون کو پڑھ کر میری شاعری کے مضمون کو زیادہ پسند کرے گا آپ نے میرے اشتیاق کو اور بڑھا دیا ہے۔

یہ جان کر بڑا افسوس ہوا کہ ایبٹ آباد جا کر آپ کی طبیعت خراب ہو گئی۔ دیکھئے تو کیسی عجیب بات ہے کہ جب تک نصیر وہاں رہے۔ آپ لوگوں کا آنا نہ ہو سکا۔ خیر مگر آپ کی طبیعت خراب ہوئی کیونکر' ایبٹ آباد تو ایسی خوبصورت جگہ ہے کہ وہاں بیمار جا کر صحت مند ہو جاتے ہیں خدا کرے اب آپ بخیر و عافیت ہوں۔

زندگی کے بارے ...... میں جو کچھ آپ نے لکھا ہے اپنی عمر کی پچیسویں منزل میں ہونے کے باوجود میں آپ سے اپنے آپ کو بڑی حد تک متفق پاتی ہوں۔ دیومالاؤں میں بھی دراصل اسی سوال کا جواب پانے کی کوشش کی گئی ہے اور ہندوؤں نے اپنے مسئلہ خیر و شر کو گویا زندگی کی جدوجہد کا محرک بنایا۔ مسئلہ تناسخ تک بات پھیلائی گئی لیکن بنیادی بات وہی رہی کہ نیکی کا انجام اچھا اور بدی کا برا..... نیکی اوتار

بنا دیتی ہے اور بدی راکھشس۔ یہی حال یونانی اساطیر کا ہے مگر ذرا دیکھئے کہ یہ Poetiec Justice بھلا زندگی میں ہوتا کہاں ہے؟ اور بالفرض اگر ہو بھی جائے تو بھی کے دن کی بہار؟ وہی مٹی میں ملنا' چاہے کسو کا سرِ پر غرور ہو یا کوئی Object جانوروں کی سطح پر زندگی گزارنے والا محکوم قوم کا فرد۔ اور اس Ultimate end کے آگے سب کامرانیاں بے حقیقت نظر آنے لگتی ہیں۔ ماندگی کے اس وقفے کو لہر بنانے کی کیا کیا کوششیں نہ ہوئیں مگر فراعنۂ مصر کی ممیوں سے آگے بات نہ بڑھ سکی۔ ہاں اس پورے لایعنی سفر میں مجھے تو روشنی کی بس ایک ہی کرن نظر آتی ہے اور وہ ہے فن مثلاً میں نے یہ جان لیا کہ اللہ نے میری تخلیق اس لئے کی کہ میں شعر کہوں۔ بعض لوگ ساری عمر اپنے کو نہیں شناخت کرسکتے۔ اب یہ ہوا کہ مجھے ایک مقصد مل گیا ایک Positive کام۔ سو اب میں یہ بھی چاہوں گی کہ شعر مجھ سے زیادہ عمر پائیں۔ میری مجبوری تو طبعی ہے۔ عناصر میں اعتدال کب تک رہ سکتا ہے۔ مگر یہ اشعار ایسی کسی مجبوری سے دوچار نہیں ہونے چاہئیں۔ اسی لئے شاعرانہ Fit کے فوراً" بعد میں بڑی حد تک Detatched ہوکر اپنے آپ سے ملنے کی کوشش کرتی ہوں۔ مگر یہ تو صرف میرا مسئلہ ہے۔ جس میں ممکن ہے کہ میری خود فریبی ہی میری واحد رفیق ہو۔ مجھے تو ان کروڑوں لوگوں کا بھی دھیان آتا ہے جو زندگی کے بے معنی سفر پر ہی چلے جارہے ہیں اور انہیں بے معنویت کا احساس بھی نہیں! (یہ دولت

بیدار دے کر اللہ نے مجھے کیسے عذاب سے بچایا ہے)

تو ایسے اشعار سن کر آپ کو دکھ ہوتا ہے۔ ارے صدیقی صاحب، اسی آگ نے تو جلا کر مجھے جلنے اور راکھ ہونے کے عمل سے اس طرح گزارا ہے کہ اب میری مٹھی میں انگارے بھی آکر آبلے نہیں ڈالتے گویا زندگی کو دیکھنے کا زاویہ ہی بدل دیا ورنہ ایک مسلسل Dreaming Day کا عالم طاری تھا۔ اس دکھ کی میں ممنون بہت ہوں کہ اس نے میری آنکھیں بھی کھول دیں اور ذہن بھی!

سرور بھائی نے دراصل پچھلی سے پچھلی بار مشاعرے میں جاکر خاصی بھاری قیمت ادا کی، شاید اسی لئے بہت بدگمان تھے۔ ایسے موقعوں پر چھوٹے موٹے حاسدین بھی کام دکھا جاتے ہیں۔ کرن کے انٹرویو میں وہ بات میں رو میں کہہ گئی تھی شاید اس لئے کہ سچی بات آدمی کے منہ سے نکل ہی جاتی ہے۔ اب آپ نے احساس دلایا ہے تو واقعی محتاط رہوں گی۔ اگر میں تنہا ہوتی تو ایسی باتوں کی شاید اتنی پرواہ نہ کرتی مگر اب ایک اور آدمی کا پورا کیریئر مجھ سے وابستہ ہے جسے تاریک کرنے کا مجھے کوئی حق نہیں۔ عینی ——— واقعی بہت بہادر ہیں۔

شاذ تمکنت صاحب سے میری ملاقات شنکر شاد مشاعرے میں دلی میں ہوئی تھی۔ نہایت محبت اور شفقت سے پیش آئے۔ اپنی کتاب کے بارے میں جو پاکستان میں ظاہر ہے کہ بغیر اجازت چھپی ہوگی دریافت کیا، دکن جانا

میرے بس میں نہ تھا لہٰذا دہلی تک ہی نشست رہ سکی۔ چونکہ اس وقت "خوشبو" میرے پاس نہ تھی لہٰذا ان سے وعدہ کیا کہ بمبئی میں اخترالایمان صاحب کو دے دوں گی ان کے بہت گہرے مراسم ہیں۔ لہٰذا اخترالایمان صاحب نے اب تک کتاب پہنچوادی ہوگی۔ آپ سے ان کی خفگی کوئی ایسی نئی بات نہیں۔ نقاد اور شاعر ہمارے یہاں مضمون چھپنے کے بعد یا تو گہرے دوست بن جاتے ہیں یا جانی دشمن۔ درمیانی راستہ کوئی نہیں۔

رہے سلیم بھائی ——— تو وہ آدمی ہی بے مثال ہے۔ ایسے ظرف کا نقاد کہ کوئی بڑے سے بڑا فقرہ اچھال دے، سلیم احمد مسکراتے ہی ملیں گے ——— پلٹ کر جواب ضرور دیں گے مگر ایسا کہ جس میں دل آزاری نہ ہو اور یہ فیشن تو آج کل عام ہوگیا ہے کہ ادیبوں اور شاعروں کا جینا حرام کردو وہ تو آپ کے بارے میں یہ کہہ رہا تھا۔ اب چاہے یہ کسی اور طرح ہی کیوں نہ کہا گیا ہو لیکن مذکور الیہ تک بات پہنچتے پہنچتے اتنی بھیانک ہوچکی ہوتی ہے کہ پھر Compromise کی کوئی راہ نہیں رہ جاتی۔ آپ لوگوں کی پرواہ نہ کریں اور سلیم بھائی کو ویسا ہی عزیز رکھیں کہ جو ان کا حق ہے۔

میں حیران ہی تھی کہ یہ اظہار حسین جعفری کون ہیں، ان کا سلام سر آنکھوں پر مگر یہ خط و کتابت کس سلسلے میں کہ آپ کا پوسٹ کارڈ آگیا بڑی دلچسپ بدحواسی تھی۔ ویسے اس دوران اصلی جعفری صاحب کا خط بھی آگیا ہے۔

بیرنگ خط بھیجنا ہے تو بڑی بدتمیزی کی بات لیکن سوچتی ہوں کہ آپ کے مشورے پر کبھی عمل کر ہی دیکھوں شاید اس طرح مل جائے بلکہ بروقت مل جائے۔

نصیر آج کل یہیں ہیں اور وہ اسپتالوں میں کام کر رہے ہیں۔ یہ گویا ایک طرح کی وقت گزاری ہی ہے ورنہ ان کی ساری دلچسپی باہر جانے سے متعلق ہے۔ مڈل ایسٹ کے علاوہ' میری طرف سے ہر جگہ کے لئے رضامندی ہے' دیکھئے کیا ہوتا ہے۔

بھابی کو آداب' بچوں کو پیار

پروین شاکر

□□□

۲۶ر جون ۱۹۷۸ء

صدیقی صاحب'

آداب

دو تین دن قبل ہی آپ کو ایک مفصل خط روانہ کرچکی ہوں۔ جس میں مضمون بھی شامل ہے۔ خدا کرے کہ آپ کو مل جائے اور پوری حفاظت کے ساتھ ملے۔ اپنی طرف سے تو میں نے بہت احتیاط کے ساتھ بھیجا ہے اس کے سلسلے میں آپ کی پریشانی بجا تھی۔ دراصل تاخیر کچھ میری ہی طرف سے ہوئی۔ میں مضمون کو کئی بار پڑھ کے اور مکمل تاثر سے آپ کو آگاہ کرنا چاہتی تھی۔ مگر پھر دیکھا کہ ایسے تو دیر ہی ہوئی جارہی ہے اس لئے میں نے آپ کو خط پوسٹ کردیا اور ساتھ ہی مضمون بھی۔ کیونکہ آپ کو اس کی ضرورت ہے عمو کو میں لکھتی ہوں کہ مجھے روانہ کریں۔ اگر کتابت ہوچکی ہوگی تو عمو مجھے فوراً" بھیج دیں گے۔ تب اس کی فوٹو اسٹیٹ رکھ کر میں اس کی اصل صورت آپ کے حوالے کردوں گی۔ ایک بار پھر اس کرم نوازی کا شکریہ۔

آپ کا موجودہ خط مجھے بالکل کھلا ملا' چونکہ مل گیا میں نے اسی بات پر اللہ کا شکر ادا کیا۔ ڈاک کی اس عام گڑبڑ میں جو گزشتہ کئی دنوں سے

ہمارے ساتھ خصوصی طور پر پیش آرہی ہے مجھے خاصا چوکنا کردیا ہے۔ کچھ عتاب عمو پر ہے اور کچھ ذہین لوگوں پر جن میں آپ بھی شامل ہیں۔ ورنہ سوچئے کہ اس قدر تواتر سے خط کا غائب ہونا کیا معنی رکھتا ہے۔ کل یا پرسوں سرور سے گفتگو ہوئی تو انہیں بھی اسی مسئلے سے دوچار پایا۔

آپ نے بیرنگ خطوط کا مشورہ دیا ہے لیکن اس صورت میں تو گویا بیرنگ ہونا بہانہ ہوجائے گا پھر تو خط کا Claim بھی نہیں کیا جاسکتا۔ اس لئے فی الحال صبر کیا جائے اور اس طرح خطوط کا تبادلہ ہوتا رہے کہ اللہ کی مرضی اسی میں ہے۔

اگر یہ مضمون آپ نے بے مروتی سے متاثر ہوکر لکھا ہے تو میں سوچتی ہوں کہ میری اخلاق مندی کیا رنگ دکھاتی! آپ بھی کمال کرتے ہیں۔ صدیقی صاحب اتنا اچھا مضمون لکھ کر بے انصافی کا خدشہ۔

دوسرا ایڈیشن جو میں نے لکھا ہے اس میں بار دوم لکھا ہے غالباً" اشتہار میں رہ گیا ہے۔ عمو ہیں بھی تو اتنے مصروف ہزاروں ان کے کام۔ شاعری' افسانہ نگاری اور کالم نویسی کے علاوہ ——— سو کوئی بات نہیں اگلی بار ضرور اضافہ کردیں گے۔ پبلشر صاحب مجھے آئندہ ہفتے کتابیں بھیجیں گے۔ فورا" ہی آپ کا حصہ آپ تک پہنچ جائے گا۔ "خوشبو" آپ بے شک خریدئے لیکن کسی کو تحفتا" دینے کے لئے۔ اپنے لئے نہیں کہ وہ خوشی میرے لئے چھوڑ دیجئے۔

ہاں صدیقی صاحب میرے ساتھ چلنے والوں میں کچھ تو واقعی بہت پیچھے

رہ گئے ہیں لیکن کچھ کے لئے احساس ہوتا ہے کہ یہ ابھی ہم سے بہت آگے ہیں۔ بس آپ کی دعاؤں کی ضرورت ہے۔ دعا کیجئے کہ مجھے اپنے آپ کو کبھی دہرانا نہ پڑے۔

مضمون میں خاصے شعر تو آپ نے کوٹ کردیئے ہیں ــــــــ اچھا ہی ہوا کہ بعض پسندیدہ اشعار کو خوف اور طوالت کی وجہ سے آپ نے شامل نہ کیا۔ ورنہ حاسدوں کو ایک اور بہانہ مل جاتا ــــــ اور ایسے میں آدمی دکھتا ہی ہے۔

میں بڑی حد تک صحت مند ہوچکی ہوں اور اب پہلی سے کالج جوائن کرنے والی ہوں۔ گو کہ ابھی زیادہ Strain نہیں لے پاتی لیکن بہرحال Normalize ہونے کے لئے اس مرحلے سے تو گزرنا ہی پڑتا ہے۔ بس آپ کی دعائیں ساتھ رہتی رہیں تو میں جلد شفا پا جاؤں گی۔

اعظمی صاحب کے متعلق افسوس ناک خبر مجھے بھی دلی سے ملی۔ میں ان کی زبردست مداح تھی مگر اپنی بدقسمتی کے باعث اتنے قریب جاکر بھی ان سے نہ مل سکی۔ ''خوشبو'' انہیں بھجوادی تھی اور ان کا ارادہ بھی تھا اس پر کچھ لکھنے کا ــــــ مگر قدرت کو یہ منظور نہ تھا خداوند ان کی روح کو سکون دے۔

جسمانی صحت سے بڑھ کر ذہنی صحت ہمیشہ میرے لئے اہم رہی ہے اور آپ کے مراسلات کے بعد یہ صحت روبہ ترقی ہی ہوگی۔ سو اطمینان سے

خط لکھئے۔

بھابی کو آداب بچوں کو پیار۔

پروین شاکر

□ □ □

۶ر جولائی ۱۹۷۸ء

صدیقی صاحب'

آداب

کل میں نے آپ کا مضمون دوبارہ پڑھا۔ ڈن اپنی انفرادیت اور طنازی کے سبب ہمیشہ میرا محبوب شاعر رہا ہے۔ میری شاعری بنیادی طور پر نرم آہنگ ہے اور ڈن عموماً" کھرج میں گفتگو کرنا پسند کرتے ہیں۔ مگر اس کی ذہانت نے مجھے ہمیشہ متاثر کیا ہے اور ہماری شاعریوں میں بظاہر کسی مماثلت کے بغیر کوئی نہ کوئی Under Current ضرور ایسی ہوگی جو میرے ذہن نے اس سے مستعار لی۔ یہ کھردرا پن' جیسا کہ آپ نے بالکل درست تجزیہ کیا ہے۔ دراصل سولھویں صدی کی Effimenate شاعری کا ایک طور سے ردعمل تھا۔ ڈن کو Cliches سے وحشت تھی۔

Vosy Lips'Starry Eyes 'Snowy faces پڑھ کر اس کا جی اوب چکا تھا۔ سو بات کو نئے ڈھنگ سے کہنے کے چکر میں وہ اکثر اس لطافت سے محروم ہوگیا جو شاعری کی Essence ہے۔ ٹی ایس ایلیٹ نے اگر ڈن کو دریافت کیا اور اس کے کھردرے پن کو حسین شاعری قرار دیا تو میرا خیال ہے اس طرح وہ خود اپنی شاعری کا جواز تلاش کر رہا تھا' خیر ——— یہ تو ایک لمبی بحث ہو جائے گی۔ ذکر آپ کے مضمون کا تھا۔ ڈن کے مابعد

الطبیعاتی پس منظر میں مطالعہ بہت گہری نظر سے کیا گیا ہے۔ اس کے مشہور Commeints کو بھی آپ نے متعارف کرایا لیکن چند اہم نکات کی عدم موجودگی کی وجہ سے مجھے کچھ تشنگی کا احساس ہوا۔

سب سے پہلے تو یہ کہ ڈن کے ہم عصر شعراء کا آپ نے بہت سرسری تذکرہ کیا ہے جبکہ ڈن کی توانائی ابھری ہوئی ہے۔ ان کے باہمی تقابل سے! جس طرح ورڈزورتھ کا تنہا تذکرہ اس کے پورے ادبی مرتبے کو واضح نہیں کرسکتا اور اس کے لئے تمام Romantics کا ذکر کرنا ناگزیر ہے۔ اسی طرح

Juvelian Town Shed, Sir Henry Watton, John Hoskins, John Cleveland, Sir John Suckling, Thomas Carew, Henry Vaughan, Richard lovelace, Richard Crashad, G herbert, Cowley, Stanley

کا تذکرہ بھی ناگزیر ہو جاتا ہے بالخصوص Poetry........ میں ان کا انداز فکر ایک ہی مکتبہ سے تعلق رکھنے کے باوجود ان کو بے حد ممتاز کردیتا ہے۔

ایک اور اہم نکتہ جس کی طرف نہ معلوم آپ نے کیوں اشارہ نہیں کیا۔ وہ ڈن کی نظموں کی بے حد براہ راست Opening ہے خاصی جارحانہ مثلاً

For God's SakeHold thy tongue and let me love

وغیرہ

امید ہے میری اس جسارت کو آپ معاف کردیں گے۔

جیسا کہ میں نے آپ کو لکھا تھا۔ اب تو میں بالکل ٹھیک ٹھاک ہوں اور چونکہ اب In-laws کے ہاں منتقل ہوگئی ہوں لہٰذا مصروفیت اتنی رہتی ہے وقت کا گزرنا کوئی مسئلہ نہیں رہا۔ میری امی کے گھر فون ہے 617903 لیکن چونکہ اب میں یہاں نہیں لہٰذا فرحت بھابی کو ناحق تکلیف ہی ہوگی فون کرنے میں انہیں اطمینان دلادیں۔ میں بالکل مزے میں ہوں۔

کراچی میں ادبی لوگوں سے میرا ملنا جلنا بہت کم ہے بلکہ تقریباً" نا ہونے کے برابر ہے۔ وجہ یہ ہے کہ ان میں سے بیشتر معتبر نہیں، سخت اسکینڈل باز ـــــــ بس کبھی کبھار ریڈیو چلی جاتی ہوں۔ سلیم احمد صاحب کے یا احمد راہی صاحب سے ملاقات ہوجاتی ہے۔ کبھی کسی کتاب کا افتتاح ہوا تو فنکشن میں چلی جاتی ہوں ورنہ بیشتر میں گھر پر رہ کر لکھنا پڑھنا زیادہ پسند کرتی ہوں اور خواتین میں سے تو کسی کے اتنی بھی Terms نہیں ہیں اس معاملے میں سخت Unsocial ہوں۔

میری شاعری کے بارے میں آپ نے مجھ پر اس خط میں جتنے حوصلہ افزا خیالات کا اظہار کیا ہے مجھے واقعی اس سے بڑی روشنی ملتی ہے اور یہ احساس ہونے لگتا ہے کہ اپنی زندگی کا جو مقصد متعین کیا ہے وہ صحیح کیا ہے۔

حسن اکبر کمال نے بڑے خلوص سے تبصرہ کیا ہے اس سے پہلے بروشر

میں بھی آپ نے اس کی رائے دیکھی ہوگی۔ سیپ کے تبصرے کے لئے میں بھی ذرا متفکر تھی مگر شکر ہے سب ٹھیک ہوگیا۔

پارو میرا نک نیم ہے اور پارہ بھی ——— اس پارو کو آپ شہ پارہ یا مہ پارہ قسم کی چیز نہ سمجھئے گا بلکہ یہاں پارہ اپنے اصلی سائنسی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ بچپن میں اس قدر شریر ہوا کرتی تھی کہ میری سیمابی طبیعت کو دیکھتے ہوئے گھر والوں نے مجھے پارہ کہنا شروع کردیا اب شرارت تو ختم ہوگئی لیکن نک نیم رہ گیا کچھ پارہ' کچھ پارو کہتے ہیں۔

آپ کو یہ سن کر بڑی مایوسی ہوگی کہ میں نے فارسی تقریباً" نہیں پڑھی ——— شاید کلاس 8th تک۔ میرے نانا کلکتہ یونیورسٹی کے فارسی کے ایم اے تھے۔ سو بے چارے جب تک جیتے رہے مجھے فارسی پڑھانے کی کوشش کرتے رہے۔ حافظ سعدی' عرفی و نظیری جس حد تک انہیں زبانی یاد تھے پڑھا دیا۔ پھر کچھ پروین اعتصامی کو پڑھا' ادھر جدید فارسی شعراء کا کچھ کلام مجھ تک پہنچا ہے مگر وہ اتنا جدید ہے کہ اسے صرف چھٹیوں میں ہی پڑھا جا سکتا ہے۔ نصیر باہر چلے جائیں تو پھر مطالعہ کی اس دردناک کمی کو میں یہاں بیٹھ کر پورا کرنے کی کوشش کروں گی اور کچھ عربی سے بھی واقفیت حاصل کرنے کی کوشش ضروری ہے۔

بیماری کے دوران میں نے کچھ چیزیں دوبار پڑھیں کچھ پہلی بار

Don Quixote' Greek Mythology myths of india

ماضی کے مزار' ۲+۲=۵' کارجہاں دراز ہے' Robert Frost روزن

دیوار سے' زرد پتے My Story By K.Das اور سیپ' فنون اور ماہ نو کے تازہ شمارے' ساتھ ہی خط و کتابت جیسا کہ آپ نے لکھا ہے کچھ بڑھ گئی کہ اب ہندوستان کے لوگ بھی شامل تھے اور ہیں۔

عینی کی کتابوں میں' جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے یہ نام شامل ہیں' آگ کا دریا' میرے بھی صنم خانے' سفینہ غم دل' ہاؤسنگ سوسائٹی' آخر شب اور کار جہاں دراز ہے۔ میں ان کے آخری ناول "کار جہاں دراز" کی جلد اول پاکستان لائی ہوں جس کی یہاں اشاعت کے حقوق انہوں نے مجھے دیئے ہیں۔

گفتگو کا کوئی شمارہ میں نے نہیں دیکھا۔ جب سے دوبارہ شروع ہوا ہے سلمیٰ آپا کو لکھوں گی کہ ایک کاپی مجھے بھیج دیں۔ جونہی لکھ پڑھ سکی آپ کو روانہ کردوں گی۔ انہوں نے مضمون لکھا ہے تو یقیناً معرکے کا ہوگا۔ وہ باپ کی طرح کم گو ہیں مگر جو کچھ کہتی ہیں یقین سے کہتی ہیں۔

یوسفی صاحب سے میرے رسمی تعلقات بھی نہیں ہیں ——— میں ان کی دیرینہ نیاز مند ہوں اور بس۔ ایک بار احسان رشید صاحب کے بڑے بھائی کے ہاں ملاقات ہوئی تھی' اس کے بعد شاید ایک یا دو بار فون پر گفتگو ہوئی۔

مجروح صاحب سے میں دہلی میں صرف سلام دعا کی حد تک ملی ——— پھر ایک ہجوم مجھے بہاتا ہوا ان سے دور لے گیا۔ بمبئی میں میرا قیام بہت مختصر تھا۔ عینی سے بھی ٹھیک طرح نہیں مل پائی بس ایک دن

ساتھ گزارا۔

ہندوستان میں' میری کتب کے ہندی ورژن کا معاملہ طے پا گیا۔ غالباً" ستمبر تک کتاب آجائے گی۔

دعا کریں کہ پنڈی آنے کی کوئی صورت بن جائے۔ نصیر چھٹی کی کوشش تو کر رہے ہیں۔

پروین شاکر

□□□

۱۹ر جولائی ۱۹۷۸ء

صدیقی صاحب'

آداب

خدا کا شکر ہے کہ آپ نے میری بدتمیزی کا برا نہیں مانا ——— ڈن سے اپنی خصوصی دلچسپی کی وجہ سے دراصل میں اس پر شائع یا تحریر ہونے والی ساری تحریروں کو' اس مفروضے کے تحت دیکھنے کی عادی ہو گئی ہوں جو میں نے اس کی شاعری کے بارے میں بنا رکھا ہے۔ ادب کے متعلق میری ذاتی رائے یہ ہے کہ اس کا کسی ڈگری سے کوئی تعلق نہیں ——— یونیورسٹیاں صرف رہنمائی کے لئے ہوتی ہیں۔ فطری ذوق کا ہونا خدا کی نعمتوں میں سے ایک ہے اور آپ بہرحال اس سے مالامال ہیں اور یہ آپ کی اعلیٰ ظرفی ہے کہ پوری خندہ پیشانی سے مجھے سن لیا۔

ہاں صدیقی صاحب میں ذرا تیز پڑھتی ہوں۔' شاید اس لئے کہ زندگی میں کتابوں سے زیادہ سچا دوست کسی کو نہیں پایا اور جب Understanding مکمل ہو جائے تو ابلاغ میں دیر نہیں لگتی مگر حافظہ کوئی بہت اچھا نہیں ——— اکثر اپنے اشعار بھول جاتی ہوں۔

اچھا تو روزن دیوار سے کی تقریب پنڈی میں ہو چکی ہے؟ کس کس نے

مضامین پڑھے لکھئے گا اور یہ کہ اس کا انتظام کن لوگوں نے کیا تھا۔ ـــــــــ اگر "خوشبو" کی تقریب وہاں ہوئی تو آپ کی آمد ہی میرے لئے باعث افتخار ہوگی۔ ـــــــــ رہی مضمون پڑھنے کی بات تو میں مضمون پڑھنے سے زیادہ لکھنے کو اہمیت دیتی ہوں کہ لکھے ہوئے حروف ہی زندہ رہتے ہیں اور یہ کرم آپ مجھ پر کرچکے ہیں۔ ـــــــــ سر میں آپ کا اصول نہیں توڑوں گی۔

میرا خیال ہے کہ شاعری ہی میرا کیریئر ہے ـــــــــ اور جہاں تک مادی اعتبار سے کسی بہتر کیریئر کے انتخاب کی بات ہے تو اتنا ہی جانتی ہوں کہ اگر میں ڈاکٹر یا سائنس دان بن جاتی تو اس طرح اپنے کو شعر کے لئے وقف نہیں کرسکتی تھی۔ سو یہ اچھا ہوا برا نہ ہوا۔ دعا کیجئے کہ میری زندگی کی کوئی خوشی اتنی شدید نہ ہو کہ مجھے شاعری سے دور لے جائے۔ اب میں خود کو Committed محسوس کرتی ہوں ـــــــــ اور اس ضمن میں آپ کے حسن ظن کو کیا کہوں۔

معاہدے کی رو سے کتاب کا ہندوستانی ایڈیشن دسمبر تک آجانا چاہیے ـــــــــ وہ مجھے کاپیاں روانہ کریں تو آپ کو بھی بھیجوں گی۔ (آپ سوچ رہے ہوں گے اور ہنس رہے ہوں گے کہ پاکستانی ایڈیشن تو بھجوایا نہیں ہندوستانی ایڈیشن بھجواؤں گی) ایک اور ادارے نے <خوشبو> کا پنجابی ترجمہ کرنے کی اجازت مانگی، میں نے دے دی ہے۔ امرتسر سے چھپے گی شاید۔

رہ گئی میرے نک نیم کی بات تو اپنی شفقت اور محبت کی وجہ سے میرے گھروالوں سے کسی طرح کم تونہیں۔جی جو چاہے نام چن لیں۔

شمیم احمد صاحب کی کتاب اپنے تیکھے پن کی وجہ سے مجھے بہت اچھی لگی مگر کہیں کہیں وہ بہت جذباتی لگے۔ مثلاً فرید جاوید کو انہوں نے بہت بڑا شاعر کہا ہے اور مثال کے طور پر جو اشعار نقل کئے ہیں وہ ہرگز ان کے دعوے کی تائید نہیں کرتے۔ قرۃ العین کا جائزہ بالکل سرسری ہے۔ اتنی بڑی کتاب میں عینی کے لئے صرف تین صفحے! پھر کچھ ہنگامی مضامین بھی شامل کرلئے ہیں جن کا پس منظر عام قاری Guess نہیں کرسکتا۔ اس لئے ذرا کینوس محدود ہوگیا ہے۔ ایک وجہ کتاب کا بہت Late چھپنا بھی ہے۔

آپ کا مضمون اگلے خط میں انشاء اللہ واپس کروں گی۔ عمو نے ابھی مضامین نہیں بھیجے ہیں بروشر حاضر ہے۔

گھر میں سبھوں کو دعا و سلام نصیر کی جانب سے آداب

P.S. Interview کا سلسلہ کب تک ہو رہا ہے۔

پروین شاکر

□#□#□

۲؍ اگست ۱۹۷۸ء

صدیقی صاحب'

آداب

امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوں گے

کمال ہے آپ بروشر کی کاپیاں ملنے پر شکریہ ادا کر رہے ہیں یہ تو آپ کا حق تھا۔ مجھے افسوس تو اس بات کا ہے کہ میرے پاس اور بروشرز نہ تھے ورنہ میں آپ کو زیادہ بھیجتی ______ کہ اگر پھر کوئی مہرباں آپ سے آکر ایک کاپی لے جاتا تو آپ کے پاس پھر کچھ نہ کچھ باقی رہ جاتا۔ جی ہاں ______ اس کے بارے میں آپ کا خیال درست ہے یہ دراصل دو بار چھپے تھے اور دوسری بار چھپنے میں ذرا فرق آگیا تھا۔

کشور نے آپ سے بڑے اعتماد کے ساتھ مضمون طلب کیا ہے اور کشور کی یہی اپنائیت مجھے پسند ہے۔ اس نے کبھی روایتی مدیروں کی طرح ٹھسے سے کسی چیز کی فرمائش نہیں کی اللہ اس کی گردن کو مدیرانہ کلف سے ہمیشہ محفوظ رکھے۔

جدید شاعری کا برطانوی رخ ایک بڑا چونکا دینے والا عنوان ہے۔ اس مضمون میں دراصل آپ کے پیش نظر کیا بات رہی؟ یہ آپ کی بڑی کرم نوازی ہے کہ میری ایک دو نظموں کو بھی شامل کیا ہے۔ او تھیلو پر یاد آیا کہ

ابھی دو تین دن قبل میں نے ایک نظم لکھی ہے مکبتھ۔ سوچا کیوں نہ آپ کی دلچسپی کی خاطر آپ کو ارسال کر دوں۔

ہاں —— مجھے کتاب کے سلسلے میں یہی گمان ہوا تھا کہ شاید آپ کو تقریبات رونمائی میں مضمون پڑھنا پسند نہ ہو جیسے سلیم احمد صاحب کو —— سلیم بھائی سے جب میں نے اپنی تقریب میں مضمون پڑھنے کو کہا تو انہوں نے کہا نہیں پروین میں مضمون وہاں نہیں پڑھوں گا کیونکہ میں نے عہد کر لیا ہے کہ اس قسم کے جشن میں کبھی حصہ نہ لوں گا —— مگر میں تم پر ضرور لکھوں گا۔ —— سلیم بھائی کی بات کا میں نے بالکل برا نہیں مانا —— بڑے نقادوں کے اصول بھی بڑے ہوتے ہیں —— لیکن سلیم بھائی نے جس خلوص سے انکار کیا تھا اس سے مجبور ہو کر انہوں نے اپنے اصولوں میں تھوڑی سی لچک پیدا کی —— اور ٹی وی پر میرے پروگرام "نئی تصانیف" میں شرکت کی اور بہت اچھا بولے —— یہ پروگرام عنقریب ٹیلی کاسٹ ہوگا۔ آپ کوشش کر کے ضرور دیکھئے گا —— سو بات کہنے کی صرف یہ تھی صدیقی صاحب کہ اگر آپ میری تقریب میں شرکت کر لیں —— تو ایک اعزاز تو میرے لئے یہی بہت بڑا ہے کہ ادب و شعر کا ایک سچا پارکھ یہاں موجود ہے۔ پھر اگر کچھ پڑھ بھی دیں تو اور عزت افزائی ہے۔ مگر میں ان باتوں کا اتنا برا نہیں مانتی صدیقی صاحب۔ شاید میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ میرے نزدیک لکھے ہوئے حرف کی زیادہ اہمیت ہے ہاں ——

آپ نے درست کہا ـــــــــــ ابھی تو مجھے نقادوں سے نپٹنا ہے اور ہمارے ملک میں Critical recognition بڑی مشکل سے ملتی ہے ـــــــــــ بعض شاعروں کو تو سو سو برس انتظار کرنا پڑتا ہے۔ اپنا کام تو بس میں یہ چاہتی ہوں کہ بے نیازانہ لکھے جاؤں۔

جہاں تک ترجمے کا تعلق ہے تو ہندوستان میں واقعی عینی اور خشونت سنگھ بہت موزوں تھے ـــــــــــ مگر عینی اپنی کتاب پر مصروف ہیں اور خشونت کی صحافتی مصروفیات اس کی اجازت نہیں دیتیں۔ پروفیسر علی احمد صاحب کا میں نے غالب کا ترجمہ پڑھا تھا ـــــــــــ مجھے تو اچھا نہیں لگا ـــــــــــ ہاں جی الانہ صاحب سے کہہ سکتی ہوں مگر وہ بذات خود اردو زبان سے نابلد ہیں۔ ـــــــــــ پاکستان میں اس کام کے لئے مناسب ترین آدمی ایک ہی تھا ـــــــــــ ڈاکٹر جان جوزف مگر آج کل وہ اٹلی میں ہیں ـــــــــــ آئیں تو ان سے بات کروں۔

کتابوں کے سلسلے میں آپ میری ائے سے بڑی حد تک متفق نظر آنے کے باوجود اختلاف رکھتے ہیں۔ ان رشتوں کی حیثیت اپنی جگہ مسلم مگر کتابوں نے آج تک کبھی مایوس نہیں کیا ـــــــــــ کوئی بت نہیں توڑا۔ اگر انسان بھی ایسے ہوتے تو بات ہی کیا تھی۔

جی ہاں ـــــــــــ عمو نے مجھے بھی یہی لکھا ہے کہ رسالہ اگست کے اوائل میں آرہا ہے آج کل تو وہ اپنے گاؤں گئے ہوئے ہوں گے ـــــــــــ میرا خیال ہے ان کی واپسی تک یہ پرچہ پریس سے آچکا ہوگا

دیکھئے اب کے کیا ہوتا ہے سنا ہے کسی صاحب نے اختلافات پر بھی مجھ سے بڑی خفگی کا اظہار کیا ہے۔

نہیں۔ مضمون اب اپنے پاس رکھئے ——— مجھے تو مطلوبہ شکل میں مل جائے گا آپ اسے ہندوستان کے کسی پرچے میں بھیج دیجئے۔ مضمون آپ جعفری صاحب کو ہی بھیجئے ——— سنا ہے اب رسالہ خاصا باقاعدہ ہوگیا ہے اور اگر نہیں بھی تو کم از کم معیاری تو ہے!

ڈن والا مضمون روانہ کررہی ہوں۔

ارے صدیقی صاحب! آپ سے یہ کس نے کہہ دیا کہ میں نے اس Job کا ذکر تک نہیں کیا ——— میں نے تو جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے اس خط کے فوراً بعد جو جواب لکھا تھا اس میں یہ لکھ دیا تھا کہ میں نے فارم بمعہ ضروری کوائف روانہ کردیا ہے۔ میں تو جب سے روز Letter Interview کا انتظار کررہی ہوں۔ سو طے یہ ہوا کہ آپ گواہ چست قطعی نہیں بنے۔

کلیم عاجز صاحب سے میری دہلی میں سرسری ملاقات ہوئی تھی ——— مشاعرے میں، لیکن اس سے قبل میں وہ جو شاعری کا سبب ہوا پڑھنے کی ناکام کوشش کرچکی تھی ——— وہ میرے والد کے دوستوں میں قطعی نہیں ہیں ——— بلکہ کلیم صاحب ان کے دوستوں کے غالباً دوست یا رشتہ دار ہیں ——— ہندوستان جانے سے قبل ۱۳۰ روپے کی ڈی لکس کتاب میرے پاس بھجوائی گئی کہ میں اس پر

تبصرہ کروں ——— میں نے کتاب دیکھی ——— کتنے تو مصرعے ہی وزن سے گرے ہوئے تھے ...... کا بے تحاشہ استعمال اور بے اندازہ فارسیت مجھ سے برداشت نہیں ہوئی- میں نے ابا سے کہہ دیا کہ میں نہیں چاہتی کہ آپ کے مراسم آپ کے دوستوں سے خراب ہوں- اس لئے میں اس کتاب پر تبصرہ کرنے سے قاصر ہوں ——— دہلی میں مشاعرے میں بجز سلام دعا کے اور کیا ہو سکتا تھا ——— میری مصروفیات مجھے کسی اور طرف بہا کر لے گئیں اور وہ شاید اگلے دن واپس چلے گئے- یہاں آئی تو میرا آپریشن ہونا تھا ——— مل نہیں سکی ممکن ہے انہوں نے برا مانا ہو مگر میں کیا کروں صدیقی میں بہت بری ہوں مگر منافق نہیں ہوں- مجھ سے فضول شعروں پر واہ واہ نہیں ہو سکتی اور جب ان سے ملتے تو شعر بھی سننے پڑتے ——— شعر سنتے تو داد بھی دینی پڑتی ——— اور یہ آزمائش بہت کڑی تھی-

چلئے عطا بھائی خوش رہے ہوں گے ——— اپنی اس کتاب کے لئے وہ تھے بھی بہت جذباتی ——— مجھے دو دو کاپیاں دے گئے تھے- مختلف اوقات میں ان کی شخصیت، قلم، ادبی آراء نے مل جل کر اچھا کام دکھایا- ویسے وہ خود بھی محفل ساز آدمی ہیں اور اب تو بات ان کی کتاب کی بھی تھی-

تقریب کا سلسلہ کچھ میری کاہلی اور کچھ عمو کی مصروفیات اور کچھ ملکی

حالات کی بنا پر شروع نہیں ہو پا رہا ہے ——— اب تو دوسری کتاب تیار ہے ——— سوچتی ہوں کہ اب اسی کا کام ہو میں نے اس کتاب کا نام "ہوا برد" رکھا ہے ——— اپنے اس شعر سے متعلق خیال تھا کہ "ہوا برد" میری ...... ہے پھر کتاب کے مزاج کو بھی تو Depict کرنا ہے۔

آنسو رکے تو آنکھ میں بھرنے لگی ہے ریت
دریا سے بچ گئے تو ہوا برد ہو گئے

کالج ابھی بند ہیں باجی کو آداب
نصیر کی جانب سے سبھوں کو آداب

پروین

□□□

میکبتھ

دشت شب رنگ کے اس ٹیلے پر
تین ہم ذات چڑیلوں کی ملاقات ہے پھر
اپنے منتر میں کس نام کو دہراتے ہوئے
سانپ کی آنکھوں سے اطراف و جوانب پہ نظر رکھتے ہوئے
گدھ کی ناقابل تسکیں ازلی بھوک کے ساتھ

سرخ ہونٹوں پہ زباں پھیرتی ہیں
حرفِ تحریص کے زہراب ہلاہل میں ڈبوئی ہوئی خوش لمس نوید
اس متی زاد کو دینے کے لئے بیٹھی ہیں
جس کے کیسے میں تشکر کا کوئی لعل نہیں

ہو چکی طالبِ منصب کو بھی جمشید کلاہی کی خبر
زندگی بھر کی رفاقت کے چلو دام چکے
لیکن اس خنجرِ گلِ خام کا کیا ہو
کہ لرزتے ہوئے ہاتھوں میں ابھی تک ہے اور
جس کی خوشبو سے در و بام کے اعصاب تنے جاتے ہیں

کانپتے دل کی خود آسیبی میں
آنکھوں میں نیند
چونکتی آنکھوں کا مقسوم ہی بیداری ہے
نیند مچھلی کی طرح ہاتھ سے کچھ ایسے پھسل جاتی ہے
جیسے اس کو کسی بدخواب کی آگاہی ہو

آنکھ کی طرح یہ بے خواب گھڑی
دستِ لرزیدہ پہ بھی آئی ہے

ساحل بحرِ عرب کے لب سے
مشک و عنبر کی طلب ایک عجوزہ کو بھی ہے
ہاتھ پانی میں ہے
اور
آنکھ میں در آئی ہے
ساری دنیا کے سمندر کی تلاش!

□□□

۱۶ر اگست ۱۹۷۸ء

صدیقی صاحب'

آداب

پچھلے دنوں جب میں Acute bronchitis میں مبتلا ہو کر اسپتال میں تھی تو کالج کے چوکیدار نے گھر آکر اطلاع دی کہ اسلام آباد سے صدیقی صاحب تشریف لائے ہوئے ہیں ——— صرف دو تین دن کے لئے یہاں قیام ہے ——— جب میں گھر آئی تو سسرال میں چونکہ فون نہیں ہے اور مجھے فوراً چلنے پھرنے کی اجازت نہیں تھی لہٰذا دل مسوس کر رہ گئی ——— مجھے اس موقع کو ہاتھ سے کھو دینے کا اتنا ملال ہے کہ کیا بتاؤں۔ پھر دس یا گیارہ تاریخ کو آپ کا خط ملا جس میں کسی قسم کی آمد کی کوئی اطلاع نہیں تھی ——— یہ اچانک کراچی آنے کا پروگرام کیسے بن گیا؟ کیا کسی سرکاری مصروفیت کے تحت آئے تھے؟ آپ کا قیام کہاں تھا؟ ویسے آپ کے پاس میرے گھر کا پتہ تو تھا ——— اگر آپ تشریف لے آتے تو شاید کیا یقیناً ملاقات ہو جاتی۔ اسپتال میں سہی ——— چند جملوں کا تبادلہ تو ممکن تھا ہی ——— سکون اور اطمینان سے پھر کبھی مل بیٹھتے ——— مگر کم سے کم ملاقات تو ہو ہی جاتی ——— اب اتنی افراتفری میں مت آیئے گا ——— ہاں

کیا فرحت باجی بھی آپ کے ساتھ تھیں؟

چھٹیوں کے متعلق خاصی حوصلہ شکن اطلاع آپ نے فراہم کی ہے ——— یعنی سال بھر میں کل ایک وہ بھی Earned اور اس کے علاوہ کوئی Summer Vacation وغیرہ نہیں۔ صدیقی صاحب میں تو اپنی صحت کے پیش نظر زیادہ سے زیادہ چھٹیوں والی جاب میں Interested ہوں ——— پھر اگر کہیں مجھے کوئی نظم وغیرہ لکھنی ہوتی ہے تو میں اکثر چھٹی کر جاتی ہوں ——— یہ تو بڑی گڑبڑ والی بات ہے۔ پھر آپ کا کہنا ہے کہ کچھ پی ایچ ڈی والے حضرات بھی ہیں۔ بھلا ان کے سامنے میرا کیا چراغ جلے گا۔ مگر میں انٹرویو دینے ضرور آؤں گی ——— جاب سے زیادہ اس لئے کہ تھوڑی تفریح رہے گی۔ میرا پروگرام وہاں سے لاہور جانے کا بھی ہے۔

ویسے آثار کچھ نیک نہیں نظر آتے ——— آپ کا کیا خیال ہے؟

سلیم بھائی کی آڑ لے کر آپ نے میری اچھی خبر لی ——— بس کچھ ہی دنوں میں آپ کی شکایت بھی دور ہو جائے گی۔

ان کی رائے کی میری نظر میں بڑی اہمیت اور وقعت ہے۔ سو پروگرام میں ان کی شرکت گویا میرے لئے باعث افتخار ہی ہے۔ سجاد میر اور جمال احسانی کی بالترتیب شعری Insight اور ذوق کی میں قائل ہوں۔ اس دن کراچی میں شدید بارش ہو رہی تھی نہ معلوم کس طرح یہ پروگرام ریکارڈ

ہوا۔ بے چارے جمال کو تو ہم نے بالکل Eleventh Hour پر شامل کیا ہو سکتا ہے کہ اس نے برا مانا ہو مگر بہت اعلیٰ ظرف ہے اظہار نہیں کیا۔ اس ساری افرا تفری کے باوجود پروگرام ٹھیک ٹھاک ہو گیا۔ سلیم بھائی بھی مطمئن ہیں۔

آج کل تو لوگوں کو اسلام لاحق ہے۔ غالباً" بعد رمضان ہی اس کی باری آئے گی اگر مجھے پہلے سے تاریخ معلوم ہو گئی تو آپ کو فوراً" Intimate کردوں گی۔

سلیم بھائی کی کتاب ادھوری جدیدیت' میں نے کسی کے پاس اتنی رواروی میں دیکھی کہ کتاب کا حق ادا نہیں ہوا۔ سوچ رہی ہوں کہ اب کے صدر کی طرف نکلوں تو اسے خرید ہی ڈالوں پھر کھل کر آپ سے گفتگو ہو گی۔

مجھے پتہ تھا کہ آپ کو میری نئی کتاب کا نام پسند نہیں آئے گا۔ آپ لوگوں نے میرے ساتھ Softness کو اتنا وابستہ کیا ہوا ہے کہ ذرا بھی کھردرا پن برداشت نہیں۔ مگر سارا پرابلم یہ ہے کہ میری اگلی کتاب کا مزاج خوشبو سے بڑی حد تک مختلف ہے اور ہوا برد (جیسا کہ آپ نے بالکل درست اندازہ لگایا ——— میری اپنی ہے۔) اس مزاج کو بہت اچھی طرح Depict کرتی ہے ——— میں آخری بار مسودے کو ترتیب دے لوں تو آپ کو بھیجوں گی۔ میرا خیال ہے تب آپ اپنے آپ کو مجھ سے متفق پائیں گے۔ عمو کے پاس جتنی چیزیں ہیں ان کی کتابت غالباً" انہوں

نے شروع کرادی ہے۔ ان کا پروگرام دسمبر تک لانے کا ہے۔

لیجئے' بینا تو اتنا خوبصورت نام ہے ——— میں نے تو ترک شاید اس کو اس لئے کردیا تاکہ تخلص پالنا مجھے کچھ اچھا نہیں لگا ——— نہ ہی تخلص کی ناگزیریت مجھے اپیل کرسکی۔ یہاں مجھے آپ سے شدید اختلاف ہے۔

ڈاکٹر جوزف ——— ایک واقعی بے حد قابل احترام اور معتبر نام ہے اور اب تک کی ملاقاتوں میں تو میں کبھی مایوس نہیں ہوئی ——— آج کل اٹلی میں ہیں اور ممکن ہے کہ ابھی کچھ عرصے وہیں رہیں ——— کچھ ان کی مصروفیات ایسی ہی ہیں۔ میرے ذہن میں دو چار نام اور آرہے ہیں دعا کیجئے کہ ان میں سے کسی ایک سے میری Frequency بن جائے۔ میں جب تک تخلیق کرسکتی ہوں ——— اللہ سے دعا کرتی رہوں گی کہ مجھے ترجمے سے بچائے' چاہے وہ اپنی نظموں کا ترجمہ ہی کیوں نہ ہو۔

عمو کو میں نے محترم کے سلسلے میں لکھ دیا تھا ——— اور شاید میں نے آپ کو مطلع بھی کردیا تھا کہ اگر اس کی کتاب بجنسبہ ہوسکی ہے تو تصحیح ہوجائے گی ——— ورنہ شاید کوئی نوٹ ووٹ لگے۔ ایک بار پھر یاددہانی کرادوں گی۔ البتہ خانہ جنگی والے حصے کے متعلق مجھے علم نہیں کہ عمو نے کیا کیا ہوگا۔

جدید شاعری کا برطانوی رخ' اگر کشور کسی قریبی اشاعت میں کر رہی

ہیں تو ٹھیک ورنہ مجھے اس کی ایک کاپی پڑھنے کو دے دیں۔ مجھے اتنا اشتیاق ہے اسے دیکھنے کا۔

آخر میں نے آپ کو کتابوں کی بہتر رفاقت کا قائل کر ہی لیا۔ آپ نے بالکل درست لکھا ——— کتابیں کم ظرف نہیں ہوتیں ——— انسان تو احسان کی تلافی پر ہی اتر آتا ہے۔

میکبتھ کے سلسلے میں، میں آپ سے قطعی ناراض نہیں ہوں۔ آپ نے جو کچھ لکھا، اپنے علم اور تجربے کے پس منظر میں لکھا مگر بس آپ ایک بار اس نظم کو پاکستان کے موجودہ سیاسی پس منظر میں رکھ کر بھی دیکھئے ——— کیا تب بھی آپ کو اس ڈرامے کی Poetic Paraphrase معلوم ہوتی ہے! ——— آپ جب میکبتھ کو پہچان لیں گے تو نظم کی ایک نئی جہت آپ کے سامنے آئے گی ——— مجھے آپ کی رائے کا انتظار رہے گا۔

جہاں تک نبض کی گرفت کا تعلق ہے ——— میرا خیال ہے کہ شعوری طور پر تو شاید اب نہیں ——— لیکن نظم چونکہ سیاسی ہے لہٰذا ممکن ہے کہ اس کے کھردرے پن کو کچھ کم کرنے کے لئے میں نے آہنگ پر کچھ زیادہ توجہ دی ہو ——— میں آئندہ اس نکتے کو پیش نظر رکھوں گی۔

روزے دوزے میرے ہرگز نہیں چل رہے۔ ثواب سے اتنی محبت مجھے کبھی نہیں رہی ——— آپ کے دین و مذہب کو پوچھنے کی کیا

ضرورت ـــــــ کب کا ترک اسلام کیا ضرورت سے زیادہ واضح ہے
ـــــــ اور اپنا حال بھی کچھ مختلف نہیں۔

نیا دور کا ن۔م۔راشد نمبر میں نے دوران علالت ہی ختم کرلیا۔ اس پر اگلے خط میں گفتگو ہوگی۔ جعفری صاحب کا پتہ ہے۔

10-Seeta Mahal

B.P.Road.Bombay 4000

خدا حافظ

پروین

□□□

۲۴ر ستمبر ۱۹۷۸ء

صدیقی صاحب'

آداب

آج جب طویل انتظار کے بعد آپ کا خط ملا تو یہ روح فرسا اندازہ ہوا کہ آپ کو میرے خطوط نہیں ملے- میری بالکل سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر ہماری خط و کتابت سے کس کو اتنی دلچسپی ہوگئی ہے جو یا تو مجھ تک آپ کے خط نہیں پہنچنے دیتا یا میرے جوابات غائب کر دیتا ہے ——— خط میں نے دونوں آپ کی یونیورسٹی کے پتے پر بھیجے تھے خدا کے واسطے اپنی یونیورسٹی کی ڈاک چیک کروایئے ——— دیکھئے اس کی وجہ سے ایک بار پہلے بھی ہم لوگوں میں غلط فہمی پیدا ہو چکی ہے- میں نہیں چاہتی کہ وہ جو ایک ذہنی Frequency ہماری بن گئی ہے وہ 'of all the reasons محکمہ ڈاک کی وجہ سے کسی طرح بھی مجروح ہو-

آپ سے ناراضگی؟ مگر کیوں؟ اور جہاں تک Critical Appreciation کا تعلق ہے تو اس کا دوستوں سے کیا ناطہ؟ ——— آپ نے جب مجھ پر مضمون لکھا تو ہماری کوئی ایسی Intimacy نہیں تھی ——— وہاں آپ نظیر صدیقی تھے ——— میرا تعلق تو صدیقی صاحب سے ہے-

سو یہ بھول جایئے کہ زندگی میں کبھی' کسی ادبی، علمی اختلاف کی وجہ

سے میں ناراض ہو سکتی ہوں۔ چاہے اس کا تعلق براہ راست میری اپنی شاعری سے ہو!

آپ کے دونوں مضامین کیا ایک بار اور پڑھ لوں؟

ہندوستان سے جواز آیا ہے ——— عسکری صاحب پر آپ کا ایک مضمون اس میں شامل ہے ——— میں تینوں چیزیں آپ کو کل رجسٹر کر رہی ہوں۔

میرے پروگرامز پر آپ کا تبصرہ ظاہر ہے کہ سخت جانبدارانہ تھا ——— آپ کے شہر والے کیا کہتے ہیں؟

فرحت باجی تو مجھ سے ناراض نہیں ہیں نا؟

پارو

□□□

۱۷ر اکتوبر ۱۹۷۸ء

صدیقی صاحب'

"جواز" تو کوئی صاحب لے گئے میں نے سوچا اس کے آنے آنے تک آپ کے مضامین ہی روانہ کردوں ——— کہ آپ کو اکثر ان کی ضرورت پڑتی رہتی ہے۔

پروین

□□□

۲۲ر اکتوبر ۱۹۷۸ء

صدیقی صاحب'

آداب

شکریہ کہ اس قدر بے ڈھنگے طور پر لکھے ہوئے خط کا آپ نے برا نہیں مانا —— بعض لوگ ان باتوں میں بہت یا وہ Particular ہوتے ہیں۔ کسی پر مضمون لکھنے کی پاداش اس ملک میں خاصی کڑی ہوتی ہے —— مجھے افسوس ہے کہ میری وجہ سے آپ کو ناگوار باتیں برداشت کرنی پڑ رہی ہیں۔ لیکن اسے معاشرے کا مزاج جان کر نظرانداز کر دیجئے گا۔

ادب میں ڈوی سائل میرے لئے ہمیشہ تکلیف دہ رہا۔ کیا ہم یہاں Shear merit پر کسی نہیں پرکھ سکتے —— ویسے ذاتی طور پر میرا یہ خیال ہے کہ ادیب یا شاعر کے دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد جب تعصبات کی گرد چھٹ جاتی ہے تو اس کے Evaluation میں آسانی رہتی ہے —— اور ضرورت سے زائد یا کم تعریف و تنقیص ہر دو کا معاملہ صاف ہو جاتا ہے —— اور ادیب کی اصلی زندگی ہے بھی یہی!

آپ کی طبیعت اب نسبتاً" بہتر ہے یہ جان کر ہمیں بہت اطمینان ہوا۔ نصیر کا تو خیال تھا کہ بجائے ہومیو پیتھ کے کسی اچھے Psychiatrist

سے رجوع کیا جاتا ——— لیکن میرا کہنا ہے کہ اگر صدیقی صاحب کو ان ہومیوپیتھ صاحب کے ہاتھوں کچھ افاقہ ہے تو انہی کا علاج جاری رہنا چاہئے ——— فرحت باجی یقیناً" آپ کا پورا دھیان کر رہی ہوں گی اور دوا وغیرہ کا استعمال باقاعدگی سے ہو رہا ہو گا ——— میرے نزدیک وہ دنیا کی چند بہترین بیویوں میں سے ایک ہیں ورنہ ادیب و شاعر عام طور پر اتنا تعاون کرنے والے ساتھی نہیں پاتے۔ اس موقع پر وہ آپ کا سب سے مضبوط جذباتی سہارا ہیں ——— اور ایک عمر کی رفاقت کے سبب آپ کی مزاج دان بھی بڑی حد تک ہوں گی۔ ایسے میں ان کا آپ کے ساتھ رہنا بہت ضروری ہے۔ آپ کراچی آئیں یا کسی اور جگہ کا انتخاب کریں ان کا ہونا بہت ضروری ہے۔ ورنہ آپ دو حصوں میں بٹے رہیں گے اور کہیں بھی جانے کا مقصد اس وقت جو ہے وہ فوت ہو جائے گا۔ پھر بچے جن کی معصومیت اور بے ساختہ پن زندگی کے تناؤ کم کر دیتے ہیں۔ آپ انہیں خود سے اس وقت جدا نہ کریں۔ کراچی ' ہنگاموں اور ہاؤہو کا شہر ہے۔ یہاں آپ مصروف تو بے شک ہو جائیں گے لیکن کیا آپ کا علاج مصروفیت ہے۔؟ ڈاکٹرز نے یقیناً" آپ کو بتایا ہو گا کہ آپ کو صرف سکون درکار ہے ——— چنانچہ میری مانئے ان دنوں مری یا ایبٹ آباد چلے جائیں۔ سیاحوں کا دن گزر چکا ہو گا اور آپ زندگی کے کچھ لمحے فطرت سے بے حد قریب رہ کر اپنے خاندان کی رفاقت میں گزار سکیں گے ——— کراچی آنا سر آنکھوں پر مگر مقصد اس وقت آپ کی بحالی

صحت ہے۔ اس لئے آپ اپنے قبیلے کے Back-biters اور منافقوں سے، ابھی جتنا دور رہیں بہتر ہے۔

میری ممی کے ہاں فون ہے اور نمبر ہے 617903 ——— لیکن یہاں سے مجھے صرف message ہی مل سکتا ہے ——— کیونکہ میں وہاں رہتی نہیں ہوں۔

اب رہا کمٹ منٹ وغیرہ کا مسئلہ ——— تو صدیقی صاحب بات دراصل یہ ہے کہ خوشبو ۱۶ سے ۲۴ برس تک کی لڑکی کی شاعری ہے ——— سو یہ تو طے تھا کہ ۸ برس کی بعد زندگی کسی اور طرح کرنا ہے ——— ابھی میں نے شعوری طور پر کوئی ایسی جہت اپنے لئے دریافت نہیں کی ہے ——— مگر دھیرے دھیرے تبدیلیاں آرہی ہیں ——— اور اس کا احساس مجھے بھی ہو چلا ہے۔ بقول فہمیدہ کے اب یہ لڑکی ادھر ادھر بھی دیکھنے لگی ہے ——— جس شخص سے، میں بچپن سے Committed ہوں وہ آج اگر زنداں میں ہے تو کیا اس کے Esteem میں کوئی کمی آگئی ہے؟ اب تو اس سے ملنا اور آسان ہو گیا ہے ——— سو میرے سیاسی نظریات تو آپ پر واضح ہو گئے۔ اب رہی اس کی تربیت جس کی وجہ سے میں نے اپنے آپ کو عمو کے ساتھ بریکٹ کیا ہے ——— یہ بات آپ سے ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ عمو نے زندگی کس نہج پر گزاری ہے۔ میں اس کے لئے بھی ان کی ممنون ہوں ——— حالات کچھ ایسے ہیں کہ آج کل کچھ بھی لکھوں بات وہیں

جا پہنچتی ہے اور میں نے بھی شعور کی اس Under Current کے سامنے خود کو چھوڑ دیا ہے —— میکبتھ یقیناً چھپ چکی ہے —— معیار میں —— اور فنون اور ماہ نو میں ابھی دو نظمیں آئی نہیں ہیں، عنقریب آئیں گی تو آپ خود دیکھ لیجئے گا۔

فہمیدہ کا راستہ مختلف ہے —— وہ Open Markist ہے (اور میں بھی اپنے خدا سے مایوس نہیں ہوئی) اس کی جنگ ہی اور ہے —— یہ جنگ کسی خاص نظام حکومت سے نہیں —— دراصل معاشرے سے ہے —— اور وہ عملی جنگ میں شریک ہے —— میں ادیبوں اور شاعروں کی Practical Involvement کی کبھی قائل نہیں رہی —— پھر وہ کہیں کے نہیں رہتے۔ چنانچہ یہ اطمینان تو آپ کرلیں کہ زندگی میں کبھی اس راستے پر چل سکوں گی —— ایسا کرنا afford ہی نہیں کرسکتی۔

مضامین روانہ کردیئے ہیں —— اور جواز ابھی تک جمال احسانی کے پاس ہے۔ غالباً" اس کو اپنے کالم کے لئے چاہئے تھا۔ جلد ہی واپس مل جائے گا۔

پاکستانی ادب کے لئے آپ زحمت نہ کریں —— میں مکتبہ دانیال سے لے لوں گی۔

اس اندوہ ناک حادثے کی اطلاع اخبار سے ہمیں بھی مل گئی تھی —— انسانی جان کی تو اب کوئی قیمت ہی نہیں رہی ——

زندگی اس قدر Casual اور Uncertain سی ہو کر رہ گئی ہے کہ آنے والے کسی لمحے کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

پروین شاکر

□□□

۲۹؍ اکتوبر ۱۹۷۸ء

صدیقی صاحب'

آداب

جواز آج ہی ملا ہے ——— دونوں شمارے روانہ کر رہی ہوں ——— ایک میں آپ کا مضمون بھی شامل ہے۔

اب تک آپ کو میرا خط مل چکا ہوگا۔ اس دوران مضامین کے سلسلے میں آپ کا ایک خط ملا۔ ناخوشگوار باتوں کا تذکرہ جس قدر کم کیا جائے بہتر ہے ——— کہ زندگی بہت مختصر ہے اور خوشی اس سے بھی کم۔

امید ہے آپ لوگ مزے میں ہوں گے اور آپ کی طبیعت پہلے سے بہتر ہوگی۔

پروین

□ □ □

۸ر نومبر ۱۹۷۸ء

صدیقی صاحب'

آداب

امید ہے مزاج بخیر ہوں گے۔

جواز پر آپ کی رائے بالکل درست ہے ——— یعنی ہماری دلچسپی بھی اس بات سے ہے کہ دیکھیں سرحد پار کیا لکھا جارہا ہے۔ لیکن طباعت وغیرہ کا معیار اچھا نہیں۔ گفتگو کا بھی یہی حال ہے۔ البتہ فن اور شخصیت نسبتاً" بہتر کاغذ پر چھپتا ہے اور اس کی طباعت بھی گوارا ہے۔ رہیں کتابت کی غلطیاں تو جب وہ مصنف کی اپنی کتاب میں خود اس کی کئی کئی بار کی پروف ریڈنگ کے بعد بھی رہ جائیں تو آدمی یہاں کس پر الزام دھرے۔ البتہ مضامین وغیرہ کے سلسلے میں مدیروں کی ذرا سی توجہ سے ایسی حماقتوں کے امکانات ذرا کم ہوجاتے ہیں۔

ان دونوں رسائل کی مجھے کوئی ایسی خاص ضرورت نہیں۔ آپ کا جب تک جی چاہے رکھئے۔

ڈاکٹر محمد حسن والا رسالہ مجھے مل گیا ہے۔ لیکن ابھی ادب کے زیادہ سنجیدہ قارئین کے پاس ہے وہ پڑھ لیں تو ہماری باری آئے گی۔ Times Youth مجھے جب ہی کا مل چکا ہے۔

جذبے کی شاعری کرنا بڑی پیاری بات ہے مگر میری ذاتی رائے، ادب کی ایک بے حد ادنیٰ طالب علم کی حیثیت سے یہ رہی کہ ۲۵ برس کے بعد آدمی بطون ذات سے یا کائنات سے اپنے لئے کوئی اور Identification نہ تلاش کرسکے تو پھر وہ اپنے آپ کو دہرانے لگتا ہے ——— میں اپنے آپ کو دہرانا نہیں چاہتی تھی۔ چنانچہ وہ تمام نظریات جو کچی عمر سے میرے لاشعور میں اپنی جگہ بناتے رہے تھے میں نے اپنے آپ کو ان کے سپرد کردیا ہے ——— اس بہاؤ میں جو موتی ہاتھ لگے اپنے قارئین تک پہنچادیئے ——— ہوسکتا ہے ان میں سے بیشتر پتھر ہی لگیں۔ مگر سفر کا مآل تو ایسا ہی ہوتا ہے! ممکن ہے میں اس Phase سے باہر بھی نکل آؤں ——— مگر فی الحال تو دور دور تک کوئی ایسا امکان نظر نہیں آتا۔

بمبئی سے بلاوا ضرور آیا ہے مگر اجازت ملنی بہت مشکل ہے ——— ہماری حکومت سال میں دو دفعہ ہندوستان جانے کی قطعی اجازت نہیں دیتی اور مجھے بھی اس دفعہ کوئی ایسا Thrill محسوس نہیں ہورہا۔ اگر جانا ناگریز ہوا تو آپ کو ضرور لکھ دوں گی۔ اپنی کتاب دے دیجئے گا اور جہاں تک اس کی ایک کاپی مجھے نہ دینے کا سوال ہے تو اس میں شرمندگی کی کوئی بات نہیں۔ جب بات بن سکے پوری کردیجئے گا۔

بڑی خوشی کی بات ہے کہ مولانا محمد علی جوہر کی تقریبات میں آپ کو مدعو کیا گیا ہے ——— اگر اجازت مل جاتی ہے تو اس موقع کو ضرور Avail کریں۔

اسلام آباد کی فضا نے آپ کی صحت کو ضرور بحال کردیا ہوگا۔ کراچی اتنا برا شہر نہیں ہے لیکن تبدیلیٔ آب و ہوا کے لئے کسی طور مناسب نہیں ——— رہی بات کہ یہاں کا کوئی شخص آپ سے ملنا بھی گوارا نہ کرے، تو یہ محض آپ کی غلط فہمی ہے۔

پروین

□ □ □

۲۵؍ نومبر ۱۹۷۸ء

صدیقی صاحب'

آداب

امید ہے مزاج بخیر ہوں گے۔

رخشی اب کیسی ہے؟ اور اسے اچانک اتنا تیز بخار کیوں ہوگیا؟ موسمی ہی تھا نا؟ میں نے سنا ہے اسلام آباد میں ان دنوں شدید سردی ہے۔ کہیں بچی کو اچانک سردی تو نہیں لگ گئی۔ امید ہے اب روبہ صحت ہوگی۔

ہندوستان جیسا کہ میں نے پچھلے خط میں لکھا تھا کہ اگر موقع ملا تو آپ جائیے ضرور۔ ہاں اب سوال یہ ہے کہ مولانا پر کیا لکھا جائے۔ ان کی سیاست اور خطابت پر تو بہت لوگ روشنی ڈالیں گے آپ ان کی شاعری پر توجہ مرکوز کریں۔ میرا خیال ہے' باوجود بے حد سیاسی ہونے کے ان نظموں میں کچھ لکھنے لکھانے کے لئے میٹریل مل ہی جائے گا۔ آپ وہاں جائیں اور بحفاظت بغیر کسی دقت کے واپس آجائیں۔ پاکستان کے لئے یہی بہتر ہے۔

میرا وہاں جانا فی الوقت خاصا مشکوک لگ رہا ہے۔ ایک تو میری اپنی طبیعت کچھ بہت ٹھیک نہیں رہی۔ دوسرے سال میں دو بار leave Ex-Pakistan کا ملنا خاصا محال ہے۔ اپنی وزارت سے بھی چھٹی کی

درخواست دیتے ہوئے عجیب سا لگتا ہے۔ امکان یہی ہے کہ نہیں جاؤں گی لیکن اگر Through Proper Channel کوئی بات بن گئی تو آپ کی کتابیں ضرور لے جاؤں گی۔

سلمیٰ آپا کا ایڈریس یہ ہے۔

The Nieche

St.francis Avenue

Santa Cruz West

Bombay 400054

عمو کو خود بھی اندازہ ہے کہ ہندوستان میں فنون کی کماحقہ ترسیل نہیں ہوتی۔ اب آپ کہتے ہیں تو میں ان تک یہ خبر پہنچا دیتی ہوں۔

شاعری کے سلسلے میں آپ کے تمام مشورے میں بہت سنجیدگی سے سنتی ہوں اور آپ کی اس رائے سے مجھے بالکل اتفاق ہے کہ مجھے اپنے لاشعور کی بات مانتے رہنا چاہئے اور نظم کی بڑائی یہ نہیں کہ وہ کتنے بڑے موضوع پر لکھی گئی ہے بلکہ یہ کہ بہت سامنے کی بات بھی کس طرح کہی گئی ہے۔

آج کل مجھے دو کتابیں ہاتھ لگ گئی ہیں Zulfi My Friend اور size Pakistan Cut To دونوں بھارتی مصنفین ہیں اور پاکستان کے بارے میں نسبتاً" Detatched View رکھتے ہیں۔ شاعری کی ایک کتاب موصول ہوئی ہے۔ غزل دریا' اس پر اس اعتبار سے ایک نظر ڈالنی ہے کہ سوونیئو

کے لئے کیا کچھ لکھا جائے۔

خوشبو کے ہندوستانی Versions کی کوئی تازہ پراگریس معلوم نہیں۔

یہاں سے ایک سے دوسری بار پوچھا بھی نہیں جا سکتا۔

نصیر کا کلینک ٹھیک ٹھاک چل رہا ہے اور وہ بیک وقت کرکٹ اور ہاکی میں گلے گلے غرق ہیں۔

ایک زحمت آپ کو دینی ہے۔ یونیورسٹی میں 'وزارت تعلیم سے غیر ملکی اسکالر شپس کے فارمز دو عدد اگر آپ مجھے بھیج دیں تو بہت مہربانی ہوگی۔ ہماری یونیورسٹی ہنگاموں کی زد میں ہے اور اسلام آباد وزارت کو لفافہ بھیج کر منگوانا اب ممکن نہیں رہا کیونکہ ۳۱ نومبر تک وقت ہے۔ اس دوران ایک ایڈوانس کاپی آپ بھی بھر کر داخل دفتر کر دیجئے گا۔

میرا Bio-data تو آپ ک پاس ہے نا؟

1. Date of Birth 24.11.52

2. Matriculation 1st Division 1966

3. Intermediate 1st Class 9th Position 1968

4. B-A(Hons)Eng 2nd Class 2nd Position 1971

5. M.A.(Literature)2nd Class 1972

5.Experience-Teaching in Abdullah Govt.College

for WomenSince 31-3-73 Uptilnow

یہ اشتہار ۲ اکتوبر کو قومی اخبارات میں شائع ہوا تھا ڈان 'جنگ

وغیرہ۔ چونکہ وقت کی شدید کمی ہے لہٰذا ۲۸ تاریخ کو کرنل صدیق سالک کراچی آرہے ہیں۔ اگر یہ خط آپ کو بروقت مل جاتا ہے تو ان کے ذریعے بذریعہ وی پی اے مجھے فارم بھجوادیجئے گا۔ مجھے معلوم ہے کہ موجودہ صورت حال میں آپ کے لئے میں بہت تکلیف دہ مسئلہ Creat کررہی ہوں لیکن یہ طے ہے نا کہ کڑے لمحوں میں اچھے دوست ہی یاد آتے ہیں!

پروین

□□□

۱۰ر دسمبر ۱۹۷۸ء

صدیقی صاحب،

آپ خیریت سے تو ہیں نا ـــــــــ بہت دن سے آپ کا کوئی خط نہیں آیا۔ کافی عرصے قبل آپ کو خط لکھا تھا ـــــــــ نہ معلوم آپ نے جواب کیوں نہیں دیا۔ خدا کرے کہ اس کی وجہ آپ کی خرابیِ صحت نہ ہو۔

فرحت باجی اور بچے کیسے ہیں؟

پروین

□□□

۸ر جنوری ۱۹۷۹ء

صدیقی صاحب'

آداب

مجھے معلوم ہے آپ مجھ سے سخت ناراض ہیں ——— لیکن میں آپ سے قطعی رنجیدہ نہیں ہوں (جیسا کہ آپ نے اپنے حالیہ خطوط میں اندیشہ ظاہر کیا ہے) گیارہ کو پنڈی آرہی ہوں۔ ٹھہروں گی تو ادا آپا کے ہاں کہ بہت پرانا وعدہ تھا مگر آپ سے ملنے انشاء اللہ ضرور آؤں گی۔

باتیں ملاقات پر

پروین شاکر

□□□

۲۱ر جنوری ۱۹۷۹ء

صدیقی صاحب،

آداب

کیسی طبیعت ہے؟

پچھلے دنوں آپ کے شہر میں رہ کر آپ سے نہ ملنے کا مجھے کتنا بہت سا افسوس ہے میں اس کا اظہار نہیں کر سکتی۔ بات یہ تھی کہ اول تو میں نے آپ کو مشاعرے میں ہی Expect کیا تھا۔ جب آپ نظر نہ آئے تو میں نے سوچا کہ کل ادا آپا سے کہہ کر آپ کی طرف چلوں گی۔ میں نے ان سے ذکر کیا ـــــــ جس کا انہوں نے یہ جواب دیا کہ وہ اور ان کے میاں آپ کے گھر جا چکے ہیں مگر غالباً" اندھیرا ہونے کے بعد گئے تھے۔ لہٰذا ٹھیک سے یاد نہیں۔ کچھ اپنی یادداشت پر بھروسہ کر کے اگر میں چل بھی پڑتی تو کیسے؟ دونوں کی گفتگو سے مجھے یہ اندازہ ہوا کہ تھا کہ جعفری صاحب بے حد مصروف آدمی ہیں اور اپنی موجودہ ذمہ داریوں کے پیش نظر کسی وقت بھی اوپر یاد کئے جا سکتے ہیں۔ اس صورت حال میں (کہ ہم لوگ بہت سی ان کہی بھی سن لیتے ہیں) میرے لئے قطعاً" ممکن نہ تھا کہ میں پھر آپ کی طرف جانے کا ذکر کرتی۔ آپ میری مجبوری سمجھ رہے ہیں نا!

مشاعرے کے سلسلے میں آپ نے مجھ سے جتنا تعاون کیا اس کے لئے

میں ازحد ممنون ہوں۔ یہ بات مجھے اچھی طرح سے معلوم ہے کہ جہاں آپ جیسے مربی اور شفیق لوگ موجود ہیں۔ وہاں میری جڑیں کاٹنے والوں کی بھی کمی نہیں۔ مگر دنیا میں ہر طرح کے لوگ ہوتے ہیں۔

آپ کی بہت سی شکایتیں سر آنکھوں پر ——— اکیڈمی آف لیٹرز کی کانفرنس میں غالباً" میرا دوبارہ پنڈی آنا ہوگا۔ دعا کریں کہ انہیں دور کرسکوں۔

پروین شاکر

□□□

۳۱ر جنوری ۱۹۷۹ء

صدیقی صاحب،

آپ مجھ سے بے حد خفا سہی، لیکن خط کے جواب تو بہرحال دے دیتے تھے۔ کیا آپ دونوں مجھ سے اتنے زیادہ ناراض ہیں۔

پارو

□□□

۱۰ر فروری ۱۹۷۹ء

صدیقی صاحب'

آداب

گفتگو کے دروازے بھلا کس نے بند کئے ہیں۔ کیا میں اپنے اتنے مشفق و مہربان دوستوں کے ساتھ اتنی گستاخی کر سکتی ہوں۔ جس ملاقات کو آپ نے غیر یقینی کہا ہے اس کے بارے میں میں خاصی پر امید تھی کیونکہ پنڈی میں مجھے یہی معلوم ہوا تھا کہ کانفرنس ہر صورت میں ۳۱ تک ہو جانی چاہئے۔ اور ایک بات واضح کر دوں کہ میری میزبان کی اجازت کا اس میں کوئی دخل نہیں۔ میں نے اپنے آپ پر حکومت کرنے کی زندگی میں بہت کم لوگوں کو اجازت دی ہے۔ ان بے چاری نے تو صرف اپنی مجبوری ظاہر کی تھی۔ کہیں آنے یا جانے کا اختیار بہرحال میرے ہاتھ میں تھا۔ لیکن وہاں میری واحد مجبوری تنہا ہونا تھا۔ اب کے آپ ایسا کریں کہ احتیاطاً مجھے اپنے Neighbour کا فون نمبر لکھ بھیجیں تاکہ جب بھی وہاں آنا ہو آپ کو بروقت Inform کر سکوں۔

Interview letter مجھے مل گیا تھا اور میرا پروگرام بھی تھا کہ میں کانفرنس کے لئے ایک دو دن پہلے نکل جاؤں گی اور اس بہانے انٹرویو بھی دے دوں گی۔ جب وہ ملتوی ہو گئی تو نصیر نے وہاں جانے کی حامی نہیں

بھری۔ ایسی صورت میں ٗمیں بھلا کیسے انٹرویو دیتی ۔ ان کے کلینک کے Establish ہوتے ہی مجھے یہ نوکری کچھ زیادہ یقینی نہیں معلوم ہو رہی تھی۔ اب بات بھی سامنے آگئی۔ مجھے اس کا بہت زیادہ افسوس بھی تھا کیونکہ آپ نے اس میں بہت سارے Obligation لئے تھے' مگر دنیا کے سب لوگ اس طرح نہیں سوچتے۔

دونوں خطوط کے اقتباس پڑھے۔ جن صاحب نے میری شاعری کو کسی خیالی یا تصوراتی شخص سے متاثر ہو کر لکھی جانے والی چیز سمجھا ہے ان پر تو میں صرف ہنس ہی سکتی ہوں اور ان بی بی ثمینہ راجہ کے اس خیال پر کہ ہمارے ہاں اکثر لڑکیوں کو محبوب میسر ہی نہیں ہوتے اور اگر ہوں بھی تو پچاس فیصد لڑکیاں ان کا نام بھی زبان پر نہیں لا سکتیں' ملاقاتیں کیسی ——— تو باقاعدہ ترس آیا۔ اپنے خدا کی ویسے تو میں کن کن نعمتوں کا شکر ادا کروں لیکن اس معاملے میں تو اس نے مجھے اتنا آسودہ رکھا ہے کہ میرے سات جنم بھی اس کا احسان ماننے کے لئے ناکافی ہیں۔

میرے جن تین اشعار کو انہوں نے وزن سے گرتے ہوئے دیکھا ہے نہ معلوم ان تک کس طرح پہنچے ہیں کیونکہ پہلا ہی درج شدہ شعر غلط ہے۔ شعر دراصل اس طرح ہے۔

میرے چھوٹے سے گھر کو یہ کس کی نظر اے خدا لگ گئی
کیسی کیسی دعاؤں کے ہوتے ہوئے بددعا لگ گئی

باقی باتوں کا میں نے سنجیدگی سے نوٹس نہیں لیا۔ آدمی چھوٹی چھوٹی باتوں کا کیا برا منائے؟

حالات اتنی تیزی سے بدلے ہیں کہ اب یہ باتیں مزید Insignificant لگنے لگی ہیں۔ خدا پاکستان کو سلامت رکھے۔

ہاں پروین شاکر تک آپ کا پیغام میں نے پہنچا دیا تھا —— اس کا کہنا ہے کہ نام لاہور کی حالیہ ملاقات میں قاسمی صاحب سے تبادلہ خیال کے دوران تبدیل ہوا تھا —— پنڈی میں اتفاق سے پھر ایم اے صدیقی صاحب سے بات ہو گئی چونکہ ان کی ڈائریکٹری تقریباً" چھپ چکی لہٰذا انہیں Inform کر دیا۔

آپ کی مطلوبہ غزل کے بعض اشعار صاف نہیں تھے اس لئے تاخیر سے بھیج رہی ہوں۔

فرحت باجی کو آداب۔

پازو

غزل

قضا نے مرے نام کی لوح بھر دی
مری جان! تو نے بہت دیر کر دی
زمیں کرۂ زمہریری میں آئی
فضا میں ہے پت جھڑ سے پہلے کی سردی

قفس کی تو خود تیلیاں مڑ گئی ہیں
پرندے کو کس نے نوید سفر دی
یہ کیسے شکاری نے جکڑا ہے مجھ کو
کہ خود میں نے اڑنے کی خواہش کتر دی
ہوائے زمستاں نے کیا گل کھلائے
دم واپسیں شاخ کی گود بھر دی
ہوا کی طرح سے نہیں اختیاری
کسی بے ٹھکانہ کی آوارہ گردی
محبت کی تاریخ میں کب نئی ہے
کسی آبلہ پا کی صحرا نوردی
اسی سے طلب حرف آخر کی رکھوں
وہی جس نے توفیق عرض ہنر دی
حساب عداوت بھی ہوتا رہے گا
محبت نے جینے کی مہلت اگر دی
میں پھر خاک کو خاک پر چھوڑ آئی
رضائے الٰہی کی تکمیل کر دی

□ □ □

مارچ ر ۱۹۷۹ء

صدیقی صاحب'

آداب

شکریہ کہ آپ نے اعتماد و ابلاغ کی کمی کا خیال مسترد کردیا۔ ہاں یہ بہرحال درست ہے کہ اعتماد و ابلاغ میں کمی ضرور رہی اور کسی نوعیت کے تعلقات میں ان کی حیثیت ثانوی نہیں ہوتی۔ اس میں ممنونیت کی کیا بات تھی! بس میری خامیوں میں سے ایک خامی اسے بھی سمجھ لیجئے کہ کم گو اور کم آمیز ہوں۔ رسمی سطح پر لوگوں سے تعلقات بن جاتے ہیں۔ مگروہ پنپ نہیں پاتے اور اس میں زیادہ غلطی میری ہی ہوتی ہے۔ البتہ آپ اور فرحت باجی کے خلوص کے آگے میں نے ہتھیار ڈال دیئے ہیں میری اصلاح بھی آپ دونوں ہی کریں۔

جس موضوع کو آپ نے چھیڑا ہے اس کا اپنی دانست میں مکمل جواب دے دیا تھا۔ مگر تفصیلات تو بہرحال بہتر ماحول میں ہی بیان کی جاسکتی ہیں ——— خوشبو آپ کی بڑی حد تک ممد و معاون ثابت ہوئی۔ مجھے اس کا اندازہ بھی تھا۔

صاحب زنداں سے میرے Hero Worship Commitment کی ضمن میں آتے ہیں میں اس سے کبھی نہیں ملی اور اس نے تو میرا نام بھی نہ

سنا ہوگا۔ لیکن میرے دل میں اس کے لئے جو عقیدت ہے وہ غیر مشروط ہے۔

پروردہ ایک بے حد ذاتی نظم ہے اس کی تلمیح وغیرہ کچھ نہیں بنتی ——— ملیں گے تو اس پر بھی گفتگو ہوگی۔

کراچی کی جغرافیاتی مجبوریوں کے باوجود بارشیں میری شاعری میں کیسے در آئیں ———؟ میرا خیال ہے کہ موسم اس وقت بھلا لگتا ہے جب اندر سے خوش ہوں ——— سو خدا نے میرے حصے میں یہ دوہری خوشی بہت عرصے تک رکھی ——— اور اس پورے زمانے کی ہر بارش، ہر دھوپ، ہوا کا ہر جھونکا آج بھی ذہن کو چھو جاتا ہے ——— سو یہ فضا جسے آپ ہری بھری کہتے ہیں اس موسم کی دین ہے۔

وہ غزل واقعی میں نے بہت Dark Mood میں لکھی تھی ——— بیمار تھی اور ڈاکٹر کچھ زیادہ پرامید نہیں تھے ——— شعلہ مستعجل، خوش درخشندہ تو کہلایا مگر آپ کی طرح میں بھی اسے دیر تک تابندہ رہنے والی لو دیکھنا چاہتی تھی ——— اور سوچتی تھی خدا کی یہ مرضی ہے تو یہی سہی۔ بس کچھ عجیب بے بسی کی کیفیت تھی ——— مگر آپ مطمئن رہیں۔ آپریشن کامیاب ہوئے اور آپ نے ٹی وی کے حالیہ مشاعرے میں مجھے دیکھ ہی لیا ہوگا کہ کس قدر ٹھیک ٹھاک لگ رہی تھی۔ اب رہی اس Under Current کی بات جو میرا خیال ہے آج کل ہر سوچنے والے کے ذہن کے لاشعور میں رواں ہے یعنی Impending Death تو اس سے کسے مفر

ہے؟ میں زندہ ہوں اور زندہ رہنا چاہتی ہوں ——— بس یہ چاہتی ہوں کہ مجھے زندہ رہنے کا جواز ملتا رہے۔ مجھے مصوریؔ سے دلچسپی ہے مگر اپنی طبیعت کا اچھی طرح اندازہ ہے کہ اگر میں ایک بار اس طرف پھر نکل گئی تو میرا لوٹ کر آنا محال ہے ——— رہی میوزک کی بات تو میرا Tape Player عرصہ دراز سے میرے پاس نہیں ہے ہاں فلسفہ پڑھنے کا مجھے یقیناً" شوق ہے مگر میری رہنمائی کریں کہ شروع کہاں سے کروں؟ اور کچھ کتابوں کے نام بھی لکھ کر بھیجیں کہ میں انہیں حاصل کر کے باقاعدہ پڑھائی شروع کر سکوں ——— آپ نے ان تمام مشوروں کو بے طلب کہا ہے ——— کیا یہ تکلف نہیں ہے؟

نہ معلوم کیوں آپ کو غلط فہمی ہوگئی کہ میں نے آپ کو کبھی اپنے گھر کا پتہ نہیں بتایا نہ ملایا ——— اور یہ کہ خط کہیں اور آتا ہے اور میں کہیں اور ہوتی ہوں ——— تو بہت مختصراً" میں آپ کو بتا دوں کہ ایسی کوئی بات نہیں۔ بس صرف اتنی بات تھی کہ میرا کوئی گھر نہیں ہے۔ آپ اس جملے سے بہت چونکے ہوں گے مگر میں آپ کو صورت حال سے تھوڑا سا اب آگاہ کر ہی دوں کہ میں گزشتہ ستمبر سے اپنی امی کے ہاں مقیم ہوں ——— میرے اور نصیر کے تعلقات بہت اچھے ہیں مگر ان کے گھر والوں سے میں Adjust نہیں کر سکی ——— اور اس کی واحد وجہ یہ تھی کہ میں میز کرسی یا الماری نہیں تھی۔ سوچنے والا ذہن رکھتے ہوئے ایک لڑکی تھی۔ نصیر تقریباً" روز ہی مجھ سے ملنے آتے ہیں۔ Week End پر

رہ بھی جاتے ہیں۔ مگر ہم آج تک الگ گھر لے کر نہیں رہ سکے اس لئے کہ عین موقع پر کوئی نہ کوئی گڑبڑ ایسی ہو جاتی ہے کہ معاملہ ہی ختم ہو جاتا ہے ——— نصیر اس لئے کچھ زیادہ ہی باہر جانے کی کوشش میں ہیں کہ کسی طرح یہاں سے نکلیں ——— تب ہم اکٹھے رہ سکیں گے۔ یہ سب پرابلمز اتنے عرصے سے چل رہے تھے کہ میں آپ کو کیا بلاتی کہاں بلاتی ——— ؟ مگر چونکہ اب یہ طے ہو چکا ہے کہ جب تک نصیر پاکستان سے باہر نہیں جاتے (اور جس کے لئے انہوں نے کئی جگہ انٹرویو دے رکھے ہیں) میں امی کے پاس ہی رہوں گی۔ میرا سارا سامان وہیں پڑا ہے ——— میں تو اسپتال میں ایڈمٹ ہونے کے لئے نصیر کے ساتھ نکلی تھی ——— آپریشن کے بعد جیسا کہ اکثر گھرانوں میں ہوتا ہے ممی مجھے اپنے ساتھ لے گئیں ——— اور پھر صورت حال اتنی زیادہ بگڑ گئی کہ خود نصیر نے یہی فیصلہ کیا کہ میرا یہیں رہنا بہتر ہے۔

امید ہے کہ اب آپ پر صورت حال واضح ہو گئی ہوگی ———

آپ مارچ یا اپریل میں ضرور آئیں گے۔ بہر حال میرا قیام جہاں ہوگا لوگ وہیں مجھ سے ملنے آئیں گے۔ میرا فون نمبر 617903 ہے۔

یہ آپ کس احسان کا تذکرہ کرتے ہیں! میری سمجھ میں تو نہیں آتا۔

پارو

□□□

۱۸؍ مارچ ۱۹۷۹ء

صدیقی صاحب،

آداب

امید ہے کہ مزاج بخیر ہوں گے۔

بہت بہت شکریہ کہ ایک بے حد ذاتی مسئلہ میں آپ نے مجھے اتنی تسلی دی۔ میں اس ساری صورت حال کو Part of the game سمجھ کر جھیل رہی ہوں ——— اور اس کے علاوہ کوئی چارہ بھی نہیں ہے۔

نصیر غالباً" اس طرح باہر جانا پسند نہ کریں اس لئے اس تجویز کا میں نے ان سے ذکر کرنا مناسب نہ سمجھا۔

فرحت باجی سے کہیں کہ صحت میری بالکل ٹھیک ٹھاک ہے اور جہاں تک شاعری میں کچھ Dark Shades کا تعلق ہے تو ایسے لمحے تو زندگی میں آتے رہتے ہیں۔ بس کبھی کبھار گرفت میں بھی آجاتے ہیں۔ یہ ان کا خلوص ہے کہ میرے فلسفے کے شوق پر انہیں تشویش ہے ——— عمر کی اس منزل پر آکر میں سمجھتی ہوں کہ ذہن کی تربیت کے لئے اس علم کا جاننا کتنا ضروری ہے!

کیسٹس والی بات شاید آپ نے میرے خط میں غور سے نہیں پڑھی ——— میں نے لکھا تھا میرا کوئی بھی سامان یہاں نہیں ہے لہٰذا

میوزک سے فی الوقت دور رہی ہوں۔ اس لئے کم از کم اس بار ملاقات پر تو اپنی پسند کے کیسٹس سنوانا ممکن نہیں۔ ہاں یہ تو آپ نے لکھا ہی نہیں کہ فرحت باجی آپ کے ساتھ آرہی ہیں یا نہیں؟ اور اگر نہیں تو کیوں؟

پروین

□□□

For [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible],
and the little ones,

Eid Mubarak

From.

PERVEEN SHAKIR

پروفیسر نظیر صدیقی کی دیگر تصانیف

تنقید

۱۔ تاثرات و تعصبات

۲۔ میرے خیال میں

۳۔ تفہیم و تعبیر

۴۔ اردو ادب کے مغربی دریچے

۵۔ ڈاکٹر عندلیب شادانی

۶۔ جدید اردو غزل

۷۔ اردو میں عالمی ادب کے تراجم

8_ Iqbal And Radhakrishnan

9_Reflections on life and Literature

10_ Views and Reviews

11_ To Professor Nazeer Siddiqi

12_ Iqbal: In his Varied Aspects

13_ Glimpses of the East and West in Literature

۱۴۔ شہرت کی خاطر (انشائیے) چوتھا ایڈیشن

۱۵۔ جان پہچان (قلمی خاکے) دوسرا ایڈیشن اضافوں کے ساتھ)

۱۶۔ حسرتِ اظہار (مجموعہ کلام)

۱۷۔ دو سفرنامے - بھارت اور برطانیہ (سفرنامہ)

۱۸۔ سو یہ ہے اپنی زندگی (خودنوشت)

مرتبہ

۱۹۔ نقش ہائے رنگ رنگ

۲۰۔ شیرازہ خیال (پروفیسر رشید احمد صدیقی کی غیر مرتب تحریروں کا مجموعہ)

۲۱۔ یگانہ چنگیزی (پیش لفظ کے ساتھ غزلوں کا انتخاب)

زیرِ طبع

۱۔ ادبی جائزے (مطبوعہ)

۲۔ گزرگاہ خیال (تنقیدی مضامین کا مجموعہ)

۳۔ صادق القادری - مشرقی پاکستان کا ایک ممتاز شاعر

بساط ادب (پاکستان) کے زیر اہتمام شائع ہونے والی کتب

(مطبوعہ)

آدھی رات کا پورا چاند	جاوید وارثی	(مجموعہ کلام)	۱۵۰ روپے
اکیسویں صدی کا چنگیز خان	قیصر سلیم	(ناول)	۲۰۰ روپے
سب اچھا کہیں جسے	انعام گوالیاری مرحوم	(مجموعہ نعت)	۱۵۰ روپے
شہر آشوب	جاوید وارثی	(طویل نظم)	۱۵ روپے
امریکہ جیسا میں نے دیکھا جیسا میں نے جانا	قیصر سلیم	(سفرنامہ)	۲۵۰ روپے
کف گلفروش	شوق عظیم آبادی مرحوم	(مجموعہ کلام)	۱۵۰ روپے
گرد کارواں	انجم شیرازی مرحوم	(مجموعہ کلام)	۱۰۰ روپے
کشور	قیصر سلیم	(ناول)	۱۵۰ روپے
پیش رفت	یعقوب تصور	(مجموعہ کلام)	۱۵۰ روپے
پھر ساز سدا خاموش ہوا	نثار بزمی	(مجموعہ کلام)	۱۰۰ روپے
صلۂ شوق	ابرار عابد	(مجموعہ کلام)	۱۳۵ روپے
گھر پیارا گھر	قیصر سلیم	(ناولٹ)	۱۰۰ روپے
چراغ در۔ بچوں کے	کامل بنارسی مرحوم	(مجموعہ کلام)	۱۵۰ روپے
محرابِ حرم	رحمان خاور	(مجموعہ کلام)	۵۰ روپے
نغمہ زیرِ لب	انعام گوالیاری مرحوم	(مجموعہ کلام)	۱۵۰ روپے
طاقوں میں پڑے خواب	ثروت سلطانہ	(نظمیں)	۰۰ روپے
پروین شاکر کے خطوط۔ نظیر صدیقی کے نام	مرتبہ جاوید وارثی	(خطوط)	۱۰۰ روپے
تحریر کے سناٹے میں	قیصر سلیم	(گولڈن جوبلی ناول)	۲۰۰ روپے

بساط ادب (پاکستان) کے زیر اہتمام شائع ہونے والی کتب

(زیر طبع)

جگنو، چاند اور رات	انور فخری	(مجموعہ کلام)	۱۲۵ روپے
اظہار	اظہار حیدر	(مجموعہ کلام)	۱۵۰ روپے
....	تسنیم عابدی	(مجموعہ کلام)	۱۵۰ روپے
اندیشہ	شمیم احمد یاذل	(مجموعہ کلام)	۱۲۵ روپے
بندہ صحرائی	قیصر سلیم	(سفرنامہ)	۱۵۰ روپے
سرخ مٹی ڈھلتا سورج	قیصر سلیم	(ناول)	۱۵۰ روپے
کالی مٹی اڑتے رنگ	قیصر سلیم	(ناول)	۱۵۰ روپے
آشنا کے روبرو	جاوید وارثی	(مجموعہ کلام)	۱۵۰ روپے
یعنی رات بہت تھے جاگے	جاوید وارثی	(سوانح حیات)	۳۰۰ روپے
چھلنی کی پیاس	محب عارفی	(کلیات)	۲۰۰ روپے
مطلع انوار	حسن اللہ ہما	(مجموعہ نعت)	۱۵۰ روپے
بے خواب آنکھیں بے رنگ چہرہ	حسن اللہ ہما	(مجموعہ کلام)	۱۵۰ روپے

بساطِ ادب (پاکستان)

پتہ:۔ آر۔۹، بلاک نمبر ۲۰، فیڈرل "بی" ایریا، کراچی۔ ۷۵۹۵۰، (فون ۶۳۴۰۹۹۰)

مختصر تعارف

۱۔ بساطِ ادب (پاکستان) ایک ادبی تنظیم ہے جس کے عہدیداران، مشیران، معاونین اور اراکین میں ملک کے معروف اہلِ قلم شامل ہیں۔

۲۔ بساطِ ادب (پاکستان) اردو زبان کی ترویج و ترقی کے لئے بساط بھر کوشاں ہے اور اس عظیم مقصد کے حصول کے لئے متعدد متعلقہ امور کی انجام دہی میں سرگرم عمل ہے۔ مثلاً

○○○ غیر معروف ادباء و شعراء کو منظر عام پر لانا اور نئے لکھنے والوں کی حوصلہ افزائی کرنا۔

○○○ معیاری ادبی کتب کی خوبصورت اور باکفایت اشاعت اور (کتابت سے طباعت تک کے جملہ مراحل میں) مشورہ دینے کے ساتھ ساتھ بھرپور تعاون فراہم کرنا۔

○○○ بیرونِ ملک مقیم پاکستانی ادباء و شعراء سے ان کی کتب کی اشاعت میں تعاون کرنا۔

○○○ مرحوم ادباء و شعراء کی تخلیقات کی اشاعت میں تعاون جو مرحومین کے اعزاء کے پاس محفوظ ہوں اور کسی سبب سے (بوجوہ) زیورِ طباعت سے آراستہ نہ ہو سکی ہوں۔

○○○ بساطِ ادب (پاکستان) کے زیرِ اہتمام شائع ہونے والی کتب کی تقریباتِ رونمائی میں متعلقہ ادباء، شعراء اور مصنفین سے تعاون کرنا۔

۳۔ بساطِ ادب (پاکستان) کی جانب سے عنقریب ایک سہ ماہی رسالے کا اجراء ہونے والا ہے جس میں نامور ادبا اور شعراء کی تخلیقات کے ساتھ ساتھ نئے لکھنے والوں کی حوصلہ افزائی کی جائے گی اور ان کی معیاری تحریریں بھی شاملِ اشاعت ہوں گی۔

۴۔ بساطِ ادب (پاکستان) کے ارکان میں شمیم احمد باذل بھی شامل ہیں جو شاعری اور موسیقی سے شغف رکھنے کے ساتھ ساتھ بنیادی طور پر بہت اچھے مصور ہیں۔ سرورق کا ڈیزائن اور پین اسکیچ کے لئے ان کی خدمات بساطِ ادب (پاکستان) کو حاصل ہیں۔

پروفیسر نظیر صدیقی کی تازہ ترین کتاب

"ادبی جائزے"

(تنقیدی مضامین کا مجموعہ)

شائع ہو گئی ہے

ملنے کا پتہ

مکان نمبر ۱۹۱۵ اسٹریٹ ۱۰

سیکٹر آئی ۲/۱۰۔ اسلام آباد ۴۴۸۰۰